شمارہ (74) جمادی الاوّل 1424ھ/ جولائی 2004ء

علامہ شاہ تراب الحق قادری
الحاج شفیع محمد قادری
علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
منظور حسین جیلانی
حاجی عبداللطیف قادری
ریاست رسول قادری
حاجی حنیف رضوی
کے . ایم . زاہد

سرکولیشن
محمد فرحان الدین قادری
سید محمد خالد قادری

کمپوزنگ
شیخ ذیشان احمد قادری

ھدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ، سالانہ 150 روپیہ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبر شپ -/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام ''ماہنامہ معارف رضا'' ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں

25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی (74400) فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی سے شائع کیا)

آئینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

''امام احمد رضا کا مشن...... عشق وعلوم رسول کا ابلاغ''

زشوقِ سربدر آرند ماہیان از آب اگر سفینۂ حافظ رسد بدریائی

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ برصغیر پاک وہند کی وہ واحد شخصیت ہیں کہ جن کی یاد میں مسلسل ۲۴ر برسوں سے پابندی کے ساتھ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے زیرنگرانی سالانہ علمی کانفرنس منعقد ہوتی چلی آرہی ہے۔ ہمیں یقینِ کامل ہے کہ امام احمد رضا کی اُس محبت وشیفتگی کے صدقے جوان کو سید عالم ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ تھی، ان شاء اللہ یہ محفل یونہی تا صبحِ قیامت سنورتی اور سجتی رہے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی شرف محبوبیت سے نوازتا ہے جو اس کے محبوب ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور ان کا بھی ذکر بلند کرتا ہے جو اس کے حبیب ﷺ کا چرچا کرتے ہیں۔ امام احمد رضا کی وسعتِ علمی اور عبقریت کا اندازہ صرف اس ایک بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ دنیا کی واحد علمی شخصیت ہے۔ جس پر اب تک دنیا بھر کی ۲۵ر سے زیادہ یونیورسٹیوں میں کام ہو چکا ہے اور ۱۵ر سے زیادہ افراد آپ کی حیات کے مختلف گوشوں پر Ph.d کرچکے ہیں اور مزید ۱۰/۱۲ر افراد Ph.d کے کام میں مشغول ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عمدہ علمی تحقیق اور جودتِ فکر کی شوخی فردِ واحد میں جمع نہیں ہوتیں۔ لیکن جب ہم امام احمد رضا کی عبقری اور ہمہ جہت شخصیت اور ان کے علم کے بحر بیکراں کا نظارا کرتے ہیں تو یہ روایتی نظریہ دم توڑتا نظر آتا ہے۔ جہاں وہ ایک عظیم فقیہ، محدث، مفسر، فلسفی، منطقی، نحوی، ریاضی داں، ماہر ہیئت وفلکیات تھے وہیں ایک نازک خیال شاعر بلکہ فنِ شاعری کے حوالے سے استاذ الاساتذہ، صاحبِ طرز ادیب اور ایک ہزار سے زیادہ کتب کے مصنف بھی تھے۔ ان کے علوم وفنون اور فضائل وکمالات دیکھ کر زبان گنگ ہو جاتی ہے اور قلم یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے:

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

یہ ایک حقیقت ہے کہ امام احمد رضا کی تمام زندگی تبلیغ واشاعتِ دین، مسلمانوں کے درمیان اتحاد و وداد کا درس اور اصلاحِ معاشرہ کی خدمات انجام دیتے ہوئے گزری۔ مسلمانوں کا آپس میں اتحاد واتفاق اور غیروں سے احتیاط واجتناب کا درس ان کے کردار وگفتار اور تحریر وتقریر کی امتیازی خصوصیت رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ امتِ مسلمہ کے اتحاد واتفاق کو نقصان پہنچانے والے افراد، گروہ، اداروں اور نام نہاد تحریکوں کا بھرپور تعاقب اور کھل کر رد کیا ہے اور حمیتِ دین کے ضمن میں انہوں نے اپنوں اور غیروں میں کوئی امتیاز نہیں برتا۔ وہ شانِ الوہیت اور عظمت ومقامِ رسالت کے معاملے میں بھی حد سے زیادہ غیرتمند تھے۔ قرآن نے مومن کی یہی شان بتائی ہے اور بلاشبہ وہ صحیح معنوں میں ایک حق پرست مردِ درویش تھے، جو گزشتہ ایک صدی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اتحادِ بین المسلمین کے عظیم داعی ہونے کے علاوہ ان کی فکر وتعلیم کے چار مزید بنیادی نکات ہیں:

۱............ مسلمانوں میں اسلامی تعلیم کا فروغ اور اس کے لئے علم کے قدیم وجدید تمام وسائل سے استفادہ کرنا۔

۲............ اصلاحِ معاشرہ اور ردِ بدعات ومنکرات، اور

۳............ عالمِ اسلام میں معاشی وسائل کا فروغ، خود انحصاری اور مسلمانوں کی فلاح کے لئے اس کا استعمال،

۴............ ملکی اور بین الاقوامی ناگفتہ بہ حالت میں مسلمانوں کو جذباتیت اور تشدد کی بجائے سیاسی تدبر سوجھ بوجھ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی سلامتی کی تدبیر کرنے کی ترغیب دینا، اور خواہ مخواہ مسلمانوں کو ہلاکت میں پڑنے سے بچانا۔

سر دست حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں آج ہم امام احمد رضا کی فکر کے اس چوتھے نکتہ پر گفتگو کریں گے۔

(۱) تاریخ سقوطِ سلطنتِ مغلیہ (۱۸۵۷ء) سے لیکر بیسویں صدی عیسویں کے ربع کے اختتام تک مسلمانانِ برصغیر کیلئے کئی نازک مرحلے آئے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے وقت امام احمد رضا کی عمر بمشکل ایک سال تھی۔ لیکن ان کے والد ماجد اور جد امجد، علامہ نقی علی خاں اور علامہ رضا علی خاں علیہما الرحمۃ نے جنگِ آزادی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے حتی المقدور اپنے تمام وسائل استعمال کیئے۔ اس کے بعد جنگِ بلقان اور پہلی جنگِ عظیم کی تباہ کاریاں سامنے آئیں۔ سلطنتِ عثمانیہ کو تباہ و برباد اور مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے عالمی سطح پر بے دست و پا بنانے کیلئے برطانیہ، یورپ اور امریکہ نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ہندوستان کا غلام مسلمان ابھی ان صدموں سے جانبر بھی نہ ہوسکا تھا کہ انگریزوں کی ایما پر کانگریس اور ہندوؤں کے امام گاندھی نے خلافت بچاؤ کے نام پر تحریک چلانے کا اعلان کر دیا اور اس طرح مسلمانوں کو ورغلا کر ان کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لی اور گاندھی کی اس آندھی میں بڑے بڑے مسلمان لیڈر اور صاحب جبہ و دستار بہہ گئے، لیکن امام احمد رضا کی ایک واحد آواز تھی جس نے مسلمانوں کو ہوشیار کیا کہ مصطفیٰ پیارے (ﷺ) کی بھولی بھالی بھیڑو، آنکھیں کھولو، کیا کر رہے ہو، کس کو تم اپنی قیادت سونپ رہے ہو۔ بھلا ایک مشرک کو اسلام اور اس کے نظامِ خلافت سے کیا واسطہ؟ یہ تو تمہارے جذبات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمہارے چندے بٹور رہا ہے اور انگریزوں کے سامنے اپنی سیاسی قوت کا مظاہرہ کر رہا ہے کہ دیکھو ہندو تو ہماری سیوا کرتے ہی ہیں مسلمان بھی ہمیں خاتم الاولیاء مانتے ہیں (نعوذ باللہ)۔

(۲) اس تحریک کے اختتام سے پہلے ہی گاندھی نے انگریزوں پر سیاسی پریشر ڈالنے کے لئے ''تحریکِ ترکِ موالات'' کے نام سے ایک اور تحریک چلائی اور اس میں بھی قربانی کا بکرا مسلمانوں کو بنایا۔ یہ ابھی ختم بھی نہ ہو پائی تھی کہ گاندھی نے کانگریسی مسلم رہنما ابوالکلام آزاد سے ایک فتویٰ دلوا دیا کہ ہندوستان دارالحرب یعنی جہاد کی جگہ ہے لہٰذا انگریزوں سے جہاد کرنے کیلئے ضروری ہے کہ تمام مسلمان افغانستان ہجرت کر جائیں، بڑے بڑے علماء خصوصاً دارالعلوم دیوبند سے وابستہ علماء نے اس فتوے پر دستخط کر دیئے اور یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ ہندوستان دارالحرب ہے اس لئے یہاں سودی کاروبار کرنا جائز ہے۔

(۴) اس نازک موقع پر بھی امام احمد رضا کی گرجدار آواز ہی تھی جس نے مسلمانوں کو سنبھالا دیا اور بہت سے بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست پر گامزن کیا اور ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو خانماں برباد ہونے سے بچالیا۔ امام ممدوح نے اپنی فراستِ ایمانی سے بھانپ لیا تھا کہ گاندھی مسلمانوں کو انگریز گورنمنٹ سے لڑوا کر اپنی سیاست چمکانا چاہتا ہے اور دوسری طرف حکومت برطانیہ کی نظر میں مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کرنا چاہتا ہے، لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ تمہارے پاس نہ اقتدار و سلطنت کی قوت ہے اور نہ ہی وسائل و دولت اور نہ تعلیم کا ہتھیار ہے۔ لہٰذا تم توڑ پھوڑ اور تشدد کی تحریک کی بجائے، متحد و متفق ہو کر ایک سیاسی پلیٹ فارم سے اپنی آزادی کے لئے علیحدہ جدوجہد کرو اور حصولِ علم پر توجہ دو۔ غالباً امام احمد رضا کی اسی آواز پر لبیک کہتے ہوئے علامہ اقبال اور محمد علی جناح نے بھی گاندھی اور کانگریس کی توڑ پھوڑ کی سیاست سے علیحدگی کا اعلان کیا اور پھر مسلم لیگ کے متحدہ پلیٹ فارم سے مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کی سیاسی اور آئینی جدوجہد کا آغاز ہوا۔ ادھر امام احمد رضا کے وصال (۱۹۲۱ء) کے بعد ان کے صاحبزادگان، خلفاء، تلامذہ، اور متوسلین علماء اور عوام اہلسنّت نے ''سنّی کانفرنس'' کے سیاسی پلیٹ فارم سے اسی مہم کا آغاز کیا اور مسلم لیگ کی تحریکِ پاکستان مہم میں ہر طرح سے قوت و تقویت پہنچائی جبکہ علمائے دیوبند نے من حیث الجماعت، گاندھی اور کانگریس کا ساتھ دیا، الا ماشاء اللہ۔

(۵) قیامِ پاکستان کے بعد بھی خواہ آئین کی تشکیل کا معاملہ ہو یا ملک کے استحکام کا، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے متوسلین علمائے اہلسنّت نے اس سلسلہ میں بھرپور کردار ادا کیا ہے، جو تاریخ کا ناقابلِ تردید حصہ ہے۔ سب سے پہلے امام احمد رضا کے دستِ راست اور ان کے خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے محمد علی جناح صاحب اور خان لیاقت علی خاں سے ملاقات کر کے آئینِ پاکستان کا ایک خاکہ اور اس کی ۴۸/ دفعات مرتب کیں افسوس کہ وہ اس کی تکمیل نہ کر سکے کیونکہ پاکستان سے ہندوستان مرادآباد واپسی کے بعد ان کا وصال ہوگیا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آئین پاکستان کی اولین مآخذ قراردادِ پاکستان کی ۲۲ شقیں حضرت صدر الافاضل کے پیش کردہ آئینی خاکہ کی بنیاد پر لکھی گئیں۔ مبلغ اسلام حضرت علامہ علیم الدین صدیقی علیہ الرحمۃ نے بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔

(۶) اسی طرح ۱۹۷۳ء کے آئین کی تشکیل و تکمیل میں قائد اہلسنّت علامہ شاہ احمد نورانی، شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا عبد الستار خاں نیازی، علامہ

مفتی ظفر علی نعمانی، رحمہم اللہ نے بھر پور قائدانہ صلاحیت کا مظاہرہ کیا۔

(۷) رہ گیا ملک میں جمہوری اقدار کا استحکام اور اس کی بقا کا معاملہ تو علامہ شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار نیازی علیہما الرحمہ کی جدو جہد اور قربانیوں سے پاکستان کا بچہ بچہ واقف ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج ان دونوں حضرات کے بغیر پاکستان کی سیاست بازیچۂ اطفال نظر آرہی ہے۔ آج جبکہ دنیا میں ہر طرف تشدّد اور دہشت گردی کا دور دورہ ہے اور مسلمانوں کو عمومی طور پر امریکہ اور مغربی ذرائع کی طرف سے دہشت گردی کیلئے موردِ الزام قرار دیا جارہا ہے اور اس کی آڑ میں جہاد کے متبرک فلسفہ کو بدنام کیا جارہا ہے، لیکن ان تمام باتوں کے باوجود حکومت پاکستان سمیت دنیا کی کسی بھی حکومت نے، اس کے کسی الیکٹرونک میڈیا یا پرنٹ میڈیا نے امام احمد رضا محدث بریلوی سے وابستہ اہلسنّت کے کسی عالم، کارکن، ادارہ، دارالعلوم یا مدرسہ کا اشارۃً و کنایۃً بھی دہشت گردی میں ملوث ہونے کا ذکر نہیں کیا، جن لوگوں کا اور جن کے مدارس کا دہشت گردی کے ضمن میں ذکر کیا جارہا ہے، ہم اور آپ سب ان سے واقف ہیں کہ ان کا کس گروہ اور مسلک سے تعلق ہے۔ ملکی اور عالمی میڈیا نے ان کے عرفی، گروہی اور دارالعلوم کے ناموں کے ساتھ ان کی شناخت کردی ہے۔ ان کا اہلسنّت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لیکن ان سب حقائق کے باوجود یہ بھی ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ ہر دورِ حکومت میں اہلسنّت و جماعت کے علماء اور اداروں کے ساتھ متعصبانہ اور امتیازی سلوک روا رکھا گیا ہے۔ اب جب کہ یہ حقیقت آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ہوچکی ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی گزشتہ سو سالہ سیاسی جدو جہد آزادی کی تاریخ میں سب سے اہم کردار امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور ان کے متوسلین علماء مشائخ اور عوام اہلسنّت کا رہا ہے تو حقیقت پسندی کا تقاضہ یہ ہے کہ موجودہ اربابِ اقتدار گزشتہ حکومتوں کے ناروا سلوک کا ازالہ کریں، ملک سے محبت کرنے والے اور ملک کو نقصان پہنچانے والوں کو پہچانیں اور ان میں امتیاز برتیں اس سے قبل کہ بہت دیر ہوجائے۔

ایک آخری بات عرض ہے کہ ہر زمانے میں ایسے افراد ہوتے ہیں جو علم و تحقیق کے لبادے میں اپنے وقت کی عبقری شخصیات اور صالحین امّت کو حسد یا سستی شہرت کی ہوس میں بے جا تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، سو ایسے حضرات امام احمد رضا کے اپنے دور میں بھی تھے اور آج بھی ہیں، ان کی خدمت میں عرض ہے کہ امام احمد رضا نور اللہ مرقدہٗ کا علم ورثۃ الرسول ﷺ ہے، ان کا مشن، عشقِ رسول ﷺ کے ابلاغ کا مشن، ان کے قلم کی جولانی کا منبع امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہادی اصولوں کی عقدہ کشائی ہے اور یہ سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ تا صبحِ قیامت جاری و ساری رہے گا اور کسی کے شور و غوغا سے نہ یہ رکا ہے اور نہ رک سکے گا۔ البتہ چاند پر تھوکنے والوں کا مقدر اپنے ہی ہاتھوں ذلت و رسوائی ہے۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت مجدّدِ دین و ملّت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ کی قبرِ انور پر رحمت و رضوان کی بارش فرمائے اور ہمارے سرپرست اعلیٰ ماہر رضویات قبلہ علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد حفظہ اللہ الاحد پر اور ہمارے جملہ اراکین و معاونین اور ان پر تحقیقی اور تصنیفی کام کرنے والے علماء اور محققین پر اپنے فضل و کرم کی فراوانی فرمائے اور ہمیں اپنے حبیب ﷺ کے عاشق کے اس مشن کو اکناف عالم میں پھیلانے کیلئے خوب سے خوب تر کی طرف گامزن رکھے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وازواجہ وعلمائے ملتہ واولیائے امتہ اجمعین وبارک وسلم

(نوٹ: یہ اداریہ ''امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۴''، منعقدہ ۱۷ اپریل، ہوٹل ریجنٹ پلازہ، کراچی میں پڑھے گئے خطبۂ استقبالیہ کا خلاصہ ہے)

تعزیت

جناب صوفی عبدالہادی علیمی نورانی صاحب خلیفہ مجاز حضرت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ ۲۹ جون کو فالج کے شدید حملے میں مختصر علالت کے بعد کراچی میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

۳- دین حق

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی *

(۱) دین نصیحت ہے:

۳۱- عن تمیم الداری قال: قال رسول اللہ ﷺ:

"اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَ لِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ". (حاشیۃ معالم ص۳۸)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بیشک دین یہ ہے کہ اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول سے سچا دل رکھے اور سلاطین اسلام اور جملہ مسلمانوں کی خیر خواہی کرے"

(۱) امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ہر سلطنتِ اسلام، نہ صرف سلطنت، ہر جماعتِ اسلام، نہ صرف جماعت، ہر فردِ اسلام کی خیر خواہی مسلمان پر فرض ہے۔ مگر ہر تکلیف بقدرِ استطاعت اور ہر فرض بقدرِ قدرت ہے۔ نامقدور بات پر مسلمان کو ابھارنا، جو نہ ہو سکے اور ضرر دے اسے فرض ٹھہرانا شریعت پر افتراء اور مسلمانوں کی بدخواہی ہے۔

(۲) دین آسان ہے

۳۲- عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ، وَلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَہٗ، فَسَدِّدُوْا، وَقَارِبُوْا، وَاَبْشِرُوْا، وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغُدْوَۃِ وَالرَّوْحَۃِ وَشَیٍٔ مِنَ الدُّلْجَۃِ (فتاویٰ رضوی ۲/۱۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بیشک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں بے جا سختی برتے

گذشتہ سے پیوستہ

گا دین اس پر غالب آ جائے گا۔ لہٰذا تم میانہ رو رہو، لوگوں سے قریب رہو، بشارت سناؤ، اور آخر شب کے کچھ حصہ میں عبادات اور خیرات کر کے دینی قوت حاصل کرو" (۱۲م)

۳۳- عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

اَلدِّیْنُ یُسْرٌ ، وَلَنْ یُّغَالِبَ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَہٗ

(فتاویٰ رضویہ ۲/۱۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دین آسان ہے، اور دین پر جس نے بھی غالب آنے کی کوشش کی دین اس پر غالب آ گیا" (۱۲م)

۳۴- عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ:

اِیَّاکُمْ وَالْغُلُوَّ فِی الدِّیْنِ ، فَاِنَّمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِالْغُلُوِّ فِی الدِّیْنِ . (فتاویٰ رضویہ ۲/۱۱۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دین میں حد سے تجاوز کرنے سے بچو، کہ تم سے پہلے لوگ دین کی حدود پار کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے" (۱۲م)

۳۵- عن محجن بن الأدرع الاسلمی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

اِنَّکُمْ لَنْ تُدْرِکُوْا ھٰذَا الْاَمْرَ بِالْمُغَالَبَۃِ (فتاویٰ رضویہ ۲/۱۱۹)

*(پرنسپل جامع نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

(ماخوذ از: جامع الاحادیث للشیخ امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

حضرت مجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بیشک تم اس دین کو غلبہ حاصل کر کے نہیں پاسکو گے''(۲م)

حوالہ جات

(۳۱) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الایمان ۱/ ۱۳
☆ الصحیح لمسلم، الایمان، ۱/ ٥٤
الجامع للترمذی ، ابواب البرو الصلة، ۲/ ١٤
☆ السنن للنسائی ، کتاب البیعة، ۲/ ١٦٥
السنن للدارمی، ۲/ ۳۱۱
☆ السنة لابن ابی العاصم ۲/ ٥١٩
مجمع الزوائد للهیثمی، ۱/ ۸۷
☆ المسند للحمیدی، ۸۳۱
المعجم الکبیر للطبرانی، ۲/ ٥۳، ۱/ ۱۰۸
☆ المسند للشافعی ۲۳۳
فتح الباری للعسقلانی ۱/ ۱۳۷
☆ شرح السنة للبغوی، ۱۳/ ۹۲
الدر المنثور للسیوطی، ۳/ ٢٦٧
☆ ارواء العلیل للآلبانی، ۱/ ٦٢
التاریخ الصغیر للبخاری، ۲/ ۳٥
☆ مشکل الآثار للطحاوی، ۲/ ۱۸۸
الاذکار النوویه، ۲۷۹
☆ تعلیق التعلق للعسقلانی، ۸/ ۲۲۷
التفسیر للقرطبی، ۸/ ۲۲۷
☆ التاریخ الکبیر للبخاری، ۲/ ۱۰
تاریخ بغداد للخطیب ١٤/ ۲۰۷
تاریخ دمشق لابن عساکر، ۳/ ۱۳۷
المطالب العالیة للعسقلانی، ۱۹۷۹
☆ تاریخ اصفهان لابی نعیم ۱/ ۱۸۹
الدر المنتثره للسیوطی، ۸٥
☆ علل الحدیث لابن ابی حاتم، ۲۰۱۹
(۳۲) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الایمان ۱/ ۱۰
☆ السنن للنسائی، کتاب الایمان ۲/ ۲۳۳
الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/ ۱۲۱
☆ کنزالعمال لعلی المتقی ، ٥۳٤۳ ۳/ ۳٥
اتحاف السادة للزبیدی، ٦/ ۳٦۸
☆ التفسیر لبغوی، ۳/ ۲٥٦
فتح الباری للعلسقلانی، ٦/ ۱۲٤
☆ جمع الجوامع للسیوطی، ٥٤۸٤
التمهید لابن عبدالبر، ٥/ ۱۲۱
☆ مشکوٰة المصابیح، ۱۲٤٦
(۳۳) شعب الایمان للبیهقی، ۳/ ٤۰۱
☆ الجامع الصغیر، ۲/ ۲٦۱
الدر المنثور للسیوطی ، ۱/ ۱۹۲
☆ التفسیر للقرطبی، ۳/ ٤۳۲
کشف الخلفاء للعجلونی، ۱/ ٤۹۸
(۳٤) السنن لابن ماجه، ۲/ ۲۲٤
☆ السنن للنسائی ، کتاب الحج ، ۲/ ٤۰
المسند لاحمد بن حنبل ، ۳٤۷، ۱/ ۲۱٥
☆ السنن الکبری للبیهقی، ۳/ ۱۲
نصب الرایة للزیلعی ۳/ ٧٦
☆ کنزالعمال للمتقی، ٥۳٤٧، ۳/ ۳٥
التمهید لابن عبدالبر، ۱/ ۱۹٦
☆ جمع الجوامع للسیوطی، ۹۳٤٧
المستدرك للحاکم، المناسك، ۱/ ٦۳۸
☆ الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/ ۱۷٤
اتحاف السادة للزبیدی، ٤/ ۳۹۱
☆ مجمع الزوائد للهیثمی، ۱/ ٦۲
الدر المنثور للسیوطی، ۱/ ۲۲٥
☆ السنة لابن ابی عاصم، ۱/ ٤٦
المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۲/ ۱٥٦
موارد الظمئان للهیثمی، ۱۰۱۱
(۳٥) المسند لاحمد بن حنبل، ٤/ ۲۲۷
☆ کنزالعمال للمتقی، ۱/ ٤۱٦
شعب الایمان للبیهقی، ۱/ ٤۱٦
☆ الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/ ۱٥۳

تجلیات سیرت صلی اللہ علیہ وسلم

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

مولانا صابر القادری نسیم بستوی

﴿چوتھی قسط﴾

دولت ایمان:

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ وہ مشرکہ تھی، اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین و بے ادبی کا کلمہ کہا، مجھے بیحد ناگوار گزرا، اس صدمہ کا میرے اوپر گہرا اثر ہوا اور میں روتا ہوا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور اس طرح عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو ہدایت فرمائے''

آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ:

اَللّٰھُمَّ اِھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ''اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ دعا سن کر میں بہت خوش اور شاداں اپنے گھر آیا دیکھا دروازہ اندر سے بند ہے۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آواز سن کو معلوم کرلیا کہ آنے والا میں ہی ہوں بولی ''ابو ہریرہ وہیں ٹھہرو'' میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ میری ماں غسل کررہی تھی۔ اس نے نہا کر اور کپڑے بدل کر دروازہ کھولا اور مجھ کو دیکھتے ہی کہا:

اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں''

یہ سن کر میں وفورِ مسرت وخوشی میں روتا ہوا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنی ماں کے دولت ایمان سے مشرف ہونے کی خبر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سن کر حمدِ الٰہی بجالائے۔

زبردست قوت حافظہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت روایتیں کی ہیں اور اللہ عزوجل جائے وعدہ ہے یعنی جس روز اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اس روز اس وعدے کا ظہور ہوگا۔ میں ایک مرد مسکین تھا، تجارت و زراعت کی کچھ فکر نہیں رکھتا تھا۔ روٹی جو ملتی وہ کھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات میں حاضر رہتا، ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کوئی اپنا کپڑا پھیلائے رہے جب تک میں یہ کلام پورا کروں اور اس کے بعد اس کپڑے کو اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگالے تو وہ شخص میری حدیث کبھی نہ بھولے گا''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنی کملی پھیلادی اور جب حضور اس کلام کو پورا کر چکے تب میں نے آپ کے حسب ہدایت اسے اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگالیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا دین دے کر بھیجا میں کبھی آپ کے کلام کو نہیں بھولا۔ (بخاری ومسلم)

مال میں برکت:

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی:

''اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت دے''

عبدالرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ: ''حضور ﷺ کی دعا کا اس قدر اثر ہوا کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو مجھے امید ہوتی کہ حضور قاسمِ نعمت، نبی رحمت ﷺ کی برکتِ دعا سے اس کے نیچے سونا ملے گا'' (نسیم الریاض)

حضرت عبدالرحمٰن حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اتنے صاحب مال ہوگئے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کا وصال ہوا تو پھاوڑوں سے سونا کھود کر ان کے وارثوں میں تقسیم کیا گیا اور کھودنے والے کھودتے کھودتے تھک گئے تھے۔ ان کی چار بیویاں تھیں ان میں سے ایک کو جس کا نام نماضر تھا (جو بنی کلب سے تھیں حضرت عبدالرحمٰن نے مرض الموت میں ان کو طلاق دیدی تھی) ان کو حصہ حسبِ فرائض پہنچتا تھا۔ ان سے اور ورثہ نے اسی ہزار دینار سے زائد پر مصالحت کی تھی اور پچاس ہزار دینار فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی انہوں نے وصیت فرمائی تھی۔ ایک باغ ازواجِ مطہرات کو دے کر انتقال فرمایا۔ اس باغ کی قیمت چار لاکھ تھی اس کے علاوہ انہوں نے لاکھوں روپے کے صدقات وخیرات کیئے اور یہ سب مال کی فراوانی اور دولت کی کثرت حضور ﷺ کی برکتِ دعا سے حاصل ہوئی۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کردیا
موج بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

ترجمان القرآن:

بخاری ومسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی:

''الٰہی دین میں ان کو درست سمجھ عطا فرما اور ان کو تفسیر (قرآن) کا علم دے''

حضور محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی دعا مقبول ہوئی اور اس کی برکت سے انہیں بہت علم عطا ہوا کہ ''جرامت'' مشہور ہوئے اور علم تفسیر میں ان کو ایسا کمال حاصل ہوا کہ ''ترجمان القرآن'' کہلائے۔ (نسیم الریاض)

تم نے ذرّہ کو اٹھایا اور صحرا کردیا
تمنے قطرہ کو ملایا اور دریا کردیا

موئے مبارک کا اعجاز:

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے چند موئے مبارک (بال شریف) تھے۔ وہ اس ٹوپی کو سر پر رکھ کر جس جہاد میں شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی برکت سے فتح دی۔ (نسیم الریاض)

جُبّہ شریف کی برکت:

مسلم شریف میں اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جُبّہ نکالا اور کہا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ زیب تن فرمایا کرتے تھے، ہم اس کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور بدن میں لگاتے ہیں جس سے ان کو شفا ہوجاتی ہے۔ (نسیم الریاض)

﴿باقی آئندہ﴾

☆☆☆

معارف القلوب
گزشتہ سے پیوستہ

اظہار تمنا کے انداز

آداب دعا اور اسباب اجابت

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن
شارح: امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان
محشی: مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری

ادب۵۲: دعا تنہائی میں کرے۔حدیث میں آیا ہے:

''پوشیدہ کی ایک دعا اعلانیہ کی ستر دعا کے برابر ہے''

رواہ ابو الشیخ والدیلمی عن انس رضی اللہ عنہ

فائدہ عجیبہ:

آخیر محرم ۱۳۰۴ھ میں فقیر (امام احمد رضا) نے بدایوں مدرسہ طیّبہ قادریہ میں خواب دیکھا کہ صحیح بخاری شریف نہایت خوش خط مُحشّٰی میرے سامنے ہے۔اس کے حاشیے پر غالباً بروایتِ امام شافعی رضی اللہ عنہ یہ حدیث لکھی ہے:

الدعا فی الشمس مرۃ افضل من الدعاء فی الظل سبع عشرۃ مرۃ

''یعنی دھوپ میں ایک بار دعا سائے میں سترہ بار کی دعا سے بہتر ہے''

اس مضمون کی حدیث فقیر کی نظر سے کہیں نہ گزری۔

حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب قادری دامت برکاتہم سے بھی استفسار کیا۔فرمایا:

''میرے خیال میں بھی نہیں'' واللہ تعالیٰ اعلم

اسی طرح اب کوئی چند مہینے ہوئے سید شاہ فضلِ حسین صاحب پنجابی فقیر سے صحیح بخاری شریف پڑھتے تھے۔ایک دن فقیر نے اپنے مکان میں خواب دیکھا کہ ''جامع صحیح مطبوع''،مطبع احمدی پیش نظر ہے اور اس میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک اثرِ موقوف میں کسی مؤذن کی اذان کا ذکر اور اس پر بحث ہے کہ اس کی اذان مطابق سنت ہے یا نہیں۔اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قدسمعہ افقہ بلدنا واعظمھم علما ابو حنیفۃ

''یعنی اس کی اذان کیونکہ صحیح نہ ہو، حالانکہ اسے سنا ہے ہمارے شہر کے اکملِ فقہاء واعظمِ علماء ابوحنیفہ نے''

خواب کی باتیں اکثر تاویل طلب ہوتی ہیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حضرت امام پر زماناً تقدم کچھ مضر نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

ادب۵۳: جب قصدِ دعا کرے، پہلے مسواک کر لے کہ اب اپنے رب سے مناجات کرے گا۔ایسی حالت میں رائحۂ متغیرہ (۱۲۸) سخت ناپسند ہے خصوصاً حُقّہ پینے والے، اور تمبا کو کھانے والوں کو اس ادب کی رعایت ذکر و دعا و نماز میں نہایت اہم ہے۔کچا لہسن پیاز کھانے پر حکم ہوا کہ مسجد میں نہ آئے۔وہی حکم یہاں بھی ہوگا۔مع ھٰذا حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: ''مسواک رب کو راضی کرنے والی ہے'' اور ظاہر کہ رضائے رب باعثِ حضورِ رب ہے۔(۱۲۹)

ادب۵۴: جہاں تک ممکن ہو، دعا بہ زبان عربی کرے۔غرر الافکار وغیرہ میں ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ غیر عربی میں دعا مکروہ ہے:

وما وقع فی النھر والدر من التحریم فحملہ ماذا

(ماخوذاز: اَحسَنُ الوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مع شرح ذَیلُ المُدَّعَا لِاَحسَنِ الوِعَاءِ)

يعلم معناه كمثل الرقية بالعجميةO(۱۲۳)

امام ولوالجی فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ غیر عربی کو دوست نہیں رکھتا''

اور فرماتے ہیں: ''عربی میں دعا اجابت سے زیادہ قریب ہوتی ہے''

میں کہتا ہوں (امام احمد رضا)! مگر جو عربی نہ سمجھتا ہو اور معنی سیکھ کر بتکلف ان کی طرف خیال لے جانا مشوشِ خاطر ومخلِ حضور ہو، وہ اپنی ہی زبان میں اللہ تعالیٰ کو پکارے، کہ حضور ویکسوئی اہم امور ہے۔

ادب ۵۵: اگر دعا کرتے کرتے نیند غالب ہو، جگہ بدل دے۔ یوں بھی نہ جائے تو وضو کر لے۔ یو بھی نہ جائے تو موقوف کرے۔ صحیح حدیث میں اس کی وصیت فرمائی کہ مبادا استغفار کرنے چاہے اور زبان سے اپنے لئے بدعا نکل جائے۔

ادب ۵۶: (قولِ رضا)...... حالتِ غضب میں بدعا کا قصد نہ کرے، کہ غضب عقل کو چھپالیتا ہے۔ کیا عجب کہ بعد زوالِ غضب خود اس بد دعا پر نادم ہو۔ اس مضمون کو حدیثِ ''لايقضي القاضي وهو غضبان'' (۱۲۴) سے استنباط کر سکتے ہیں۔

ادب ۵۷: دعا میں تکبر اور شرم سے بچے۔ مثلاً تنہائی میں دعا بہ نہایت تضرع والحاح (۱۲۵) کر رہا ہے۔ اپنا منہ خوب گڑگڑانے کا بنا رہا ہے۔ اب کوئی آ گیا تو اس حالت سے شرما کر موقوف کر دیا۔ یہ سخت حماقت اور معاذ اللہ، اللہ کی جناب میں تکبر سے مشابہ ہے۔ اس کے حضور گڑگڑانا موجبِ ہزاراں عزت ہے، نہ کہ معاذ اللہ خلافِ شان وشوکت۔

ادب ۵۸: دعا میں جیسے کہ بلند آواز نہ چاہیے، نہایت پست بھی نہ کرے اور اس قدر تو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز پہنچے۔ بغیر اس کے مذہبِ راجح پر کوئی کلام وقرأت، کلام وقرأت نہیں ٹھہرتا۔ (۱۲۶)

وقال اللہ تعالیٰ:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۱۲۷)

ادب ۵۹: دعا میں مقصدِ مدعا پر نظر نہ رکھے، بلکہ نفسِ دعا کو مقصود بالذات جانے کہ وہ خود عبادت، بلکہ مغزِ عبادت ہے۔ مقصد ملنا نہ ملنا درکنار، لذتِ مناجات نقدِ وقت ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین O

ادب ۶۰: تنہا اپنی دعا پر قناعت نہ کرے بلکہ صلحا و اطفال (۱۲۸) ومساکین اور بیوہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کر کے ان سے بھی دعا چاہے، کہ اقرب بقبول ہے۔

اولاً: جب احسان کیا، وہ راضی ہوں گے اور دل سے اس کیلئے دعا کریں گے اور مسلمان کی دعا مسلمان کیلئے اس کی غیبت (۱۲۹) میں نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔

ثانیاً: ان کی رضامندی سے اللہ راضی ہوگا۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے، جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرمائے''

ثالثاً: ان کا منہ اس کے لئے دعا میں اس کے منہ سے بہتر ہوگا۔ منقول ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہوا:

''اے موسیٰ مجھ سے اس منہ سے دعا مانگ جس سے تو نے گناہ نہ کیا۔ عرض کی الٰہی وہ منہ کہاں سے لاؤں؟ (یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تواضع ہے، ورنہ وہ یقیناً ہر گناہ سے معصوم ہیں)

فرمایا: ''اوروں سے دعا کرا کہ ان کے منہ سے تو نے گناہ نہ کیا''

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بچوں سے اپنے لئے دعا کراتے کہ دعا کرو عمر بخشا جائے۔

اور صائم (۱۳۷) وحاجی ومریض ومبتلا سے دعا کرانا اثر تام رکھتا ہے۔ ان تین کی حدیثیں تو فصلِ ہشتم میں آئیں گی اور مبتلا وہ جو کسی دنیوی بلا میں گرفتار ہو۔ یہ مریض سے عام ہوا۔ (باقی آئندہ)

﴿سلسلہ وار﴾

معارفِ اسلاف

ابراھیم دھان مکی کا خاندان اور فاضل بریلوی

محمد بہاءالدین شاہ*

(۲)......مدرس مسجد حرام ماہر فلکیات سیاح، صاحب تصانیف شاعر، شیخ خلیفہ نبھانی بحرینی مکی مالکی۔(۹۷)

(۳)......مدرس مسجد حرام، رکن مجلس شوریٰ شیخ صالح بن شیخ محمد سعید یمانی شافعی(۹۸)۔

(۴)......مدرس مسجد حرام، شاعر و ادیب، صاحبِ تصانیف، شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی،(۹۹)

(۵)......مدرس مسجد حرام شیخ عیسیٰ رواس۔(۱۰۰)

(۶)......مدرس مسجد حرام، نگران وخادم حرم، شیخ محمد کامل سندھی(۱۰۱)

(۷)......مدرس مسجد حرام شیخ محمد علی رھینی (۱۰۲)

(۸)......مدرس مسجد حرام، شاعر، مؤرخ، صاحبِ تصانیف، شیخ محمد بن خلیفہ نبھائی۔(۱۰۳)

حوالہ جات

(۹۷) شیخ خلیفہ بن حمد نبھانی مالکی (م-۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء) بحرین میں پیدا ہوئے اور ۱۲۸۷ھ میں جبکہ آپ کی عمر سترہ برس تھی، آپ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے اور مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ نیز وہاں پر وارد ہونے والے عالم اسلام کے اکابر علماء سے مختلف علوم وفنون اخذ کیئے پھر ۱۳۲۳ھ میں مسجد حرام میں مدرس نیز مالکیہ کے امام مقرر ہوئے۔ آپ ماہر غوطہ خور، انجینئر، علم فلک وتوقیت کے ماہر، سیاح، متعدد کتب کے مصنف اور فقیہ مالکی تھے۔ ایک بار حج کے ایام میں ایک حاجی زمزم کے کنواں میں گر کر مر گئے تو حکومت نے نعش باہر نکالنے اور کنوئیں کی صفائی کیلئے بندرگاہ جدہ سے چند ماہر غواص طلب کیئے۔ لیکن وہ کنوئیں میں اترنے کی ہمت نہ کر پائے۔ اس پر شیخ خلیفہ نبھانی تن تنہا اس میں اترے اور نہ صرف نعش کو باہر نکالا بلکہ پانی کے اندر موجود ملبہ کے مقامات کے نشان دہی کی نیز پانی کی پیمائش لی۔ ۱۳۲۶ھ میں آپ نہرِ زبیدہ وچشمۂ زعفران کے انجینئر بنائے گئے۔ آپ نہرِ زبیدہ میں داخل ہوئے اور اس کے تمام حصّوں کا معائنہ کرنے کے بعد اس سے ملحق دوسرے چشمہ سے باہر نکلے۔ علاوہ ازیں آپ مکہ مکرمہ میں توقیت پر تحقیق کرنے والے ادارہ کے سربراہ تھے۔ آپ نے انڈونیشیا، بصرہ، سنگاپور، مسقط، عدن، زنجبار، کویت اور افریقہ کی سیاحت کی۔ آپ کی تصنیفات کے نام یہ ہیں:

..........الوسیلۃ المرعیۃ المعرفۃ الاوقات الشرعیۃ،

..........جداول الدائرۃ المقناطیسیۃ لمعرفۃ القبلۃ الاسلامیۃ،

..........التقریرات النفیسۃ فی بیان البسیطۃ والکبیۃ،

..........منظومۃ فی منازل القمر،

..........مجموعۃ رسائل فی علم الفلک، ....رسالۃ رسم البسائط،

..........ثمرات الوسیلۃ لمن ارادالفضیلۃ فی العمل بالربع المجیب

آپ کے شاگردوں میں امام سید علوی بن عباس مالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۹۱ھ) اہم نام ہے۔ آپ کے حالات پر آپ کے ایک اور شاگرد شیخ محمد یاسین فادانی مکی شافعی نے مستقل کتاب ''فیض الرحمٰن فی اسانید و ترجمۃ شیخنا خلیفۃ بن حمد آل نبھان'' تصنیف کی۔ شیخ خلیفہ کا سن وفات سیر وتراجم میں ۱۳۶۲ھ اور نشر الدرر میں یکم ذیقعد ۱۳۵۳ھ مذکور ہے۔ (بلوغ الامانی، ص ۵۲، تشنیف الاسماع، ص ۱۹۰-۱۹۳، سیر وتراجم، ص ۱۰۱-۱۰۴)

(۹۸) شیخ صالح بن شیخ محمد سعید یمانی مکی شافعی (پ-۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) آپ شیخ عبدالرحمٰن دھان کے خاص شاگرد تھے، آپ عالم شباب میں مسجد حرام میں مدرس ہوئے، جہاں باب عمرہ کے قریب حلقۂ

*(ناظم: بہاءالدین ذکریا لائبریری، چکوال)

درس منعقد کرتے۔ حجاز مقدس میں انقلاب برپا ہوا تو اس دوران آپ ترکِ وطن کرکے انڈونیشیا چلے گئے جہاں آپ کے والد کے شاگردوں نے آپ کی بھرپور پذیرائی کی اور آپ وہاں لغت نیز فقہ شافعی پڑھانے میں مشغول ہوگئے اور کئی عشروں بعد ۱۳۷۰ھ میں واپس مکہ مکرمہ لوٹے جہاں مجلس شوریٰ کے رکن بنائے گئے۔ (اہل الحجاز، ص ۲۹۷-۲۹۸، سیر وتراجم، ص ۱۲۹-۱۳۰)

(۹۹) شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء) نے مختلف موضوعات پر نظم ونثر میں تیس سے زائد تصنیفات یادگار چھوڑیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

............المفاخر السنیۃ مخطوطہ مکتبہ مکرمہ

............قصۃ المولد النبوی الشریف مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ

............رسالۃ فی تراجم علماء مکۃ، مخطوطہ مکتبہ حرم مکی،

............الجوھر المضیۃ فی الاخلاق المرضیۃ الماثورۃ عن خیر البریۃ منظوم طبع مصر ۱۳۱۹ھ، الذخائر القدسیۃ فی زیارۃ خیر البریۃ، طبع اول مصر ۱۳۲۱ھ،

............انذار الحاضر و البادعن کتابۃ اسم معظم علی الکفن بمایثبت جرمہ کالمواد طبع مصر ۱۳۲۲ھ،

............ارشاد المھتدی الی شرح کفایۃ المبتدی طبع مصر ۱۳۰۹ھ،

............الانوار السنیۃ علی الدرر البھیۃ طبع مکہ مکرمہ ۱۳۱۳ھ،

............جزء تفسیر القرآن العظیم انڈونیشی زبان، طبع مصر ۱۳۲۲ھ،

آج کے دور میں آپ کے ایک پوتے محمد علی قدس حجاز مقدس کے اہم ادباء میں شمار ہوتے ہیں اور دوسرے پوتے ڈاکٹر عصام عمر قدس جدہ شہر میں واقع آنکھوں کے سب سے بڑے ہسپتال ''مستشفی العیون'' کے ڈائریکٹر ہیں۔ (کنز انجاح والسرور فی الادعیۃ التی تشرح الصدور، شیخ عبدالحمید قدس طبع ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء تقدیم از قلم محمد علی قدس، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ۔ قسم التاریخ، ڈاکٹر محمد حبیب ھیلہ طبع اول ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء مؤسسۃ الفرقان للتراث الاسلامی لندن، ص ۶۷-۷۷، فہرس دار الکتب المصریۃ، ج ۱، ص ۲۸۵، ۲۹۹، ۴۹۹، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۲۰۳)

(۱۰۰) شیخ عیسیٰ رواس مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء) آپ شیخ عبدالرحمٰن دھان کے شاگرد خاص تھے علاوہ ازیں مدینہ منورہ میں مولانا محمد عبدالباقی لکھنؤ مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۶۴ھ) سے استفادہ کیا۔ پھر مسجد حرام کے علاوہ مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ میں طویل عرصہ مدرس رہے۔ نیز اپنے گھر پر بھی تدریس جاری رکھی۔ آپ عمر بھر روضہ اقدس رسول اللہ ﷺ کی زیارت کیلئے پابہ رکاب رہے اور اس نیت سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لاتعداد سفر کیئے۔ آپ جرأت وشجاعت میں مشہور ہوئے۔ آپ شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔ (اہل الحجاز، ص ۲۹۹-۳۰۱، الدلیل المشیر ص ۳۳۷-۳۳۸، سیر وتراجم ص ۲۱۵-۲۱۷)

(۱۰۱) شیخ محمد کامل سندھی (م-۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مسجد حرام میں شیخ عبدالرحمٰن دھان کے علاوہ شیخ محمد صالح کمال حنفی رحمۃ الہ علیہ (م-۱۳۳۲ھ) اور مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم پائی پھر مسجد حرام کی انتظامیہ میں ملازمت اختیار کی اور ائمہ ومؤذنین، مدرسین ومعلمین کے معاملات پر نگران مقرر ہوئے، نیز حلقۂ درس قائم کیا۔ آپ کے تین بیٹے ہوئے، شیخ عبدالسلام، شیخ عبداللہ کامل اور شیخ سعید۔ اول الذکر اپنے والد کی جگہ ملازم ہوئے جبکہ ثانی الذکر سعودی عہد میں ایوان شاہی میں مختلف اہم عہدوں پر تعینات رہے۔ (سیر وتراجم، ص ۲۴۶-۲۴۸)

(۱۰۲) شیخ محمد علی رحیبنی (م ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء) مسجد حرام میں باب داؤدیہ و باب عمرہ کے درمیان برآمدہ میں انڈونیشیا کے طلباء کو قرآن مجید کے تعلیم اورفن تجوید سکھاتے۔ (اہل الحجاز، ص ۳۰۸، سیر وتراجم، ص ۲۵۷-۲۵۹)

(۱۰۳) شیخ محمد بن شیخ خلیفہ نبھانی مالکی (م-۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مسجد حرام و مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی۔ ۱۳۱۳ھ میں بحرین کا مطالعاتی دورہ کیا پھر وہیں سے عراق پہنچے اور بصرہ شہر کے قاضی بنائے گئے جہاں پہلی جنگ عظیم کے دوران انگریزوں نے آپ کو قید وبند میں مبتلا کیا۔ آپ نے تاریخ وغیرہ موضوعات پر نظم ونثر میں بارہ کتب تصنیف کیں جو مصر سے طبع ہوکر پوری عرب دنیا تک پہنچیں پھر ان کے مزید ایڈیشن شائع ہوئے۔ (الاعلام، ج ۶، ص ۱۱۱، سیر وتراجم ص ۲۷۵-۲۷۷) ﴿باقی آئندہ﴾

معارفِ اسلاف

شرائطِ شیخِ کامل اور آج کل کا ماحول

ازقلم: علامہ مفتی محمد امین الاسلام ہاشمی*

ڈیڑھ ہزار سال پہلے مرشدِ کائنات سرکارِ دو عالم ﷺ کے وصال شریف اور خلفائے راشدین کے بعد اموی و عباسی سلاطین و امراء دنیا میں آئے لیکن خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد صحبتِ رسول ﷺ کے فیض یافتہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تربیت یافتہ اہلِ تصوف مثلاً امام التابعین، سلطان الصوفیہ حضرت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے حاملانِ شریعت و طریقت حضراتِ قدس نے اسلامی اقدار کی بحالی، بگڑتے ہوئے معاشرے کو فتنہ و فساد اور فسق و فجور سے بچانے اور افرادِ معاشرہ کے اخلاق و کردار تجلّیاتِ سنتِ رسول ﷺ سے منور رکھنے، اس کی تعلیم و تربیت دینے اور غیر مسلموں کو اپنے حسنِ اخلاق و افعال سے اسلام کا گرویدہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ یوں تو پاک و ہند و بنگلہ دیش میں بھی بہت سے مسلمان بادشاہ اور سلاطین گزرے، ان کے کردار و افعال سے اسلام و مسلمانوں کو برائے نام تھوڑا سا افادہ گرچہ ہوا لیکن دینِ اسلام کے ہرے بھرے لہلہاتے سرسبز و شاداب گلستان کی یہ بہار صرف اور صرف سرکارِ دو عالم ﷺ کے سلسلہ بہ سلسلہ فیوض یافتہ روحانیت کے حامل صالحین کی مخلصانہ خدمت کا ثمرہ ہے۔ اس لئے جہاں جہاں حضراتِ عارفین و اولیائے کاملین کی قدم رنجائی زیادہ ہوئی وہاں اسلام کے تہذیب و تمدن کی برکات زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں کیونکہ ان بزرگوں کے حسنِ اخلاق و کردار کا اثر وہاں کے ماحول پر زیادہ غالب رہا اور یہی وجہ ہے کہ باطل ادیان و مذاہب والوں نے اپنی سازشوں اور پرفریب فتووں سے لوگوں کو اہل اللہ سے ہمیشہ دور رکھنے کی کوشش کی ہے۔

برصغیر میں حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان، حضرت شاہ جلال یمنی مجرّدی علیہ الرحمہ، سید علی بن عثمان ہجویری، المعروف بہ داتا گنج بخش علیہ الرحمہ جیسے جملۂ روحانیت کی تشریف آوری اگر نہ ہوتی تو اس علاقہ کے لوگ ہدایت کے نور سے محروم رہ جاتے۔ دراصل اسلام کی اصل بنیاد ہی تصوف پر ہے جس سے لوگوں کو خدا سے ملا دیتے ہیں۔

قرآنِ پاک ناطق ہے:

"یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغو الیہ الوسیلۃ وجاھد وافی سبیلہ لعلکم تفلحون"

بقول محقق علی الاطلاق حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان یہاں "وسیلہ سے مراد شیوخِ طریقت ہیں"

اس آیت کی تفسیر روح البیان جلد اول میں یوں مرقوم ہے:

"ان وصول لا یحصل الا بالوسیلۃ وھی علماء الحقیقۃ ومشائخ الطریقۃ یعنی المراد بالوسیلۃ الشیخ الکامل"

*(سرپرستِ اعلیٰ انجمنِ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ، چٹاگانگ، بنگلہ دیش)

سورۂ توبہ میں ارشاد ہوا:

"یا ایھا الذین امنو اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین"۔ صاحبِ روح البیان فرماتے ہیں:

"اس میں مشائخ کے ساتھ ہو جانے کا حکم ہے"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

"آنانکہ طاعۃ اینہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند از انجملہ مجتہدینِ شریعت و شیوخِ طریقت اند کہ حکم ایشاں بطریقِ واجب لازم الاتباع است برعوامِ امّت زیرا کہ فہم اندازِ شریعت و دقائقِ معرفت ایشاں رامیسر است"۔

"فاسئلو اهل الذكران كنتم لاتعلمون"

"سرالاسرار" میں غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"والذالک طلب اهل الثقلين لحياة القلب فرض كما قال عليه الصلوٰة والسلام طلب علم فريضة على كل مسلم و مسلمة والمراد منه علم المعرفة والقربة واليواقى من العلوم الظاهرة لايحتاج اليها الاماىؤدى الفرائض كعلم الفقه فى العبادة"۔

یہ ارشادِ جامع الاصول جن فنون پر ادائے فرضیت موقوف ہے ان کو سیکھنا بھی فرض۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد الطالبین میں رقم فرمایا:

"طلبِ طریقت وسعی کردن برائے تحصیلِ کمالاتِ باطنی واجب است زیرا کہ حق تعالیٰ میفرماید"یا ایھا الذین اٰمنو اتقوا اللہ حق تقاته الخ"

علاوہ ازیں اسی کتاب میں موجود ہے:

"چوں طلبِ کمالاتِ باطنی از واجبات آمد پس تلاشِ پیر کامل ومکمل ہم از ضروریات گشتہ کے وصول بخدا بے توسلِ پیرِ کامل ومکمل پس قلیل است وبسیار نادر"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھا ہے:

"فی رسالة المكيه من لاشيخ له فالشيطان شيخه"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

"الرفیق ثم الطریق"

اور بقول شاعر ؎

بے رفیق ہر کہ شد در راہِ عشق
عمرے بگذشت و نشد آگاہِ عشق

قال را بگذار و مردِ حال شو
پیشِ مردِ کامل پامال شو

آیتِ مذکورہ میں وسیلہ سے بعض نے ایمان مراد لیا لیکن یہ درست نہیں کیونکہ ایمان کا ذکر "الذین امنو" میں ہے بعض کہتے ہیں کہ اعمال صالحہ، یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ دوسرے حصہ میں "اتقو اللہ" میں اس کا بھی ذکر ہے اور عطف کا متقاضی مغایریت ہے۔

آخر میں "لعلكم تفلحون" میں اشارہ ہے کہ بغیر پیر کے فلاح یعنی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔

علمِ ظاہر سے دین کا سلیقہ معلوم ہوتا ہے اسکو حاصل کرنے کیلئے جس طرح استاد کی ضرورت ہے اسی طرح علمِ باطن (جس سے باطنی غلاظت کو دور کر کے قلبی صفائی حاصل ہوتی ہے، باطنی عرفان) سے رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے، اس علم کو بھی ایک استاذ یعنی کامل شیخ سے بیعت کے ذریعہ اور اس کی صحبت سے حاصل کرنا فرض ہے۔

آج کے دور میں تصوف کے نام پر اور اس کے رنگ میں چند غلامانِ سعودی سنّیت کا لبادہ اوڑھ کر نجدیت کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ سلف صالحین علماء و مشائخ کو لعن طعن کرنا، گالی گلوچ اور ان پر الزام تراشی ان لوگوں کا وطیرۂ وظیفہ ہے، وہ خود کو سنّی ظاہر کرتے ہیں مگر اکابرِ اہلسنّت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں لہٰذا فی زمانہ ضروری ہے کہ پیر سے بیعت کرنے سے قبل اس کے عقائد ضرور پرکھ لیں کہ وہ سنّی ہے، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے مسلک پر ہے یا بد مذہب غلامِ سعودی۔

پیر و مرشد کیلئے دو طرح کے شرائط ہیں:

(۱) بالاترین شرائط جیسے علوم حدیث، تفسیر و فقہ میں گہرائی اور گیرائی کا ہونا، دنیا سے اعراض کرنے والا یعنی زاہد ہونا، ساتھ ساتھ اخروی نظریات کو ترجیح دینا، صاحبِ کشف و کمال ہونا اور اہم ترین یہ کہ سنّتِ رسول ﷺ پر سختی سے عامل ہونا۔ اس قسم کے شرائط کا حامل اس دور میں نادر و نایاب ہے اسی لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ قول الجمیل، میں مرشد کی کمتر شرائط کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

(۲) کمتر شرائط، جیسے قرآن و حدیث کا علم ہونا، لازمی ہے۔ علمِ قرآن میں کم از کم تفسیرِ مدارک یا تفسیر جلالین کا تحقیقی مطالعہ اور اس پر عبور، علمِ حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح، فقہ میں کم سے کم شرح وقایۃ کا علم ان کو ضروری ہے۔ زہد و تقویٰ امر بالمعروف والنہی عن المنکر میں مضبوطی و اخلاص رکھنا، تعلیم و تربیت کی صلاحیت و استعداد کا ہونا اور صحیح سلسلہ طریقت سے اجازت و خلافت یافتہ ہونا۔

فی الحال اکثر پیروں میں مذکورہ بالا شرائط بھی مفقود نظر آتی ہیں۔ بجائے اس کے عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ پیری مریدی کے نام پر شریعتِ مطہرہ سے بے باکیاں کرتے ہیں چرس اور بھنگ کے نشے میں مست خلافِ شرع امور کو فروغ دیتے نظر آتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

کارِ شیطان می کند نامش ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

آج کے ماحول سے تین قسم کے پیر کا پتہ لگتا ہے:

(۱) صحیح العقیدۃ مع شرائط بالا،

(۲) عقیدہ صحیح مگر شرائط سے خالی و پدرم سلطان بود، کے جانشین ہو کر پیر بن بیٹھے۔

(۳) بظاہر اعمال درست ہیں لیکن سلف سے بالکل الگ تھلگ منقطع السلسلہ۔

ایسے ہی جعلی پیروں کے لئے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

خدا وندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

لہٰذا فی زمانہ عوام اہلسنّت کو چاہیے کہ درج بالا شرائط کے حامل پیرِ کامل کی تلاش جاری رکھیں لیکن اگر انہیں پھر بھی پیر کامل دستیاب نہ ہو سکے تو مسلکِ اعلیٰ حضرت پر سختی سے کاربند رہیں۔ غوث اعظم سے عقیدت رکھیں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور ان کے مسلک پر سختی سے عمل کرنے والے علماء کی تصانیف کا مطالعہ کرتے رہیں تاکہ کسی نام نہاد وہابی، تبلیغی یا غلامِ سعودی پیر کے ہتھے نہ چڑھ جائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ان فتنوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین، شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ﷺ۔

☆☆☆

مرتب: علامہ سید آلِ حسنین میاں قادری برکاتی*

آنکھوں کا تارا نام محمد

﴿۱۱۷﴾ حافظ ابن قیم نے وحیِ محمدی کی سات قسمیں قرار دی ہیں:

(۱) رویائے صادقہ، یعنی سچے خواب دیکھنا،

(۲) دل میں پھونکنا یا دل میں ڈالنا،

(۳) گھنٹی کی طرح آواز آنا،

(۴) فرشتہ کا کسی شکل میں آنا،

(۵) فرشتے کا اپنی اصل صورت میں نمودار ہونا۔

(۶) وہ طریقِ مکالمہ جو معراج کی شب پیش آیا تھا۔

(۷) بلاواسطہ مکالمہ

﴿۱۱۸﴾ قرآن پاک کی ۹۰ / یا ۹۹ آیات ختم نبوت کا مفہوم فراہم کرتی ہیں اور دو سو صحیح احادیث میں اس بات کی وضاحت کردی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ان میں سے ایک سو سے زیادہ احادیث متواتر ہیں۔

﴿۱۱۹﴾ نبی کریم ﷺ میں جملہ انبیاء کی شان تھی۔ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح جھٹلائے گئے پھر بھی صابر و شاکر ہی پائے گئے۔ آپ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح بیابانوں اور بستیوں میں اللہ کی آواز پہنچائی۔ آپ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح صبر و شکیبائی کے ساتھ (شعبِ ابی طالب) گھاٹی میں تین سال تک محصوری کے دن کاٹے اور پھر بھی آپ کا دل خدا کی شکر گزاری سے لبریز اور زبان حمدِ الٰہی میں نغمہ سنج رہی۔ آپ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرح قوم کے برگشتہ بخت لوگوں کو خفیہ اور اعلانیہ، خلوت و جلوت میں، میلوں اور جلسوں میں، گذرگاہوں اور راہوں پر، پہاڑوں اور میدانوں میں اسلام کی تبلیغ فرمائی اور لوگوں کو ان کے برے کاموں سے نفرت دلائی۔ آپ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی طرح نافرمان قوم سے علیحدگی اختیار کرلی اور ہجرت کی۔ آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح شبِ ہجرت دشمنوں کے نرغے سے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ آپ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرح، جنھوں نے مچھلی کے پیٹ میں رہ کر پھر نینویٰ میں اپنی منادی کو جاری کیا تھا، تین دن غارِ ثور کے شکم میں رہے مدینہ طیبہ میں کلمۃ اللہ کی آواز کو بلند فرمایا۔ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح، جنھوں نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزاد کرایا تھا، شمالی عرب کو شاہِ قسطنطنیہ کی غلامی سے اور شرقی عرب کو کسریٰ ایران سے اور جنوبی عرب کو شاہِ حبش کے طوقِ غلامی سے نجات دلائی۔ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح اپنے

*(سجادہ نشین: آستانۂ عالیہ قدریہ برکاتیہ، نوریہ، مارہرہ مطہرہ، انڈیا)

ایذا رسال اور ستم پیشہ برادرانِ مکہ کیلئے نجد سے غلّہ بہم پہنچایا اور بالآخر فتح مکہ کے دن سب کو عام معافی دے کر پابندِ احسان ومنّت بنایا۔ آپ وقتِ واحد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح صاحبِ حکومت بھی تھے اور ہارون علیہ السلام کی طرح صاحبِ امانت بھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح مکہ میں بیت اللہ تعمیر کیا، جو قیامت تک کیلئے اللہ کو یاد کرنے والوں سے معمور رہے گا۔ اسے آج تک بخت نصر جیسا کوئی سیہ بخت ویران نہ کرسکا۔ اور نہ ان شاءاللہ صبح قیامت تک کرسکے گا۔

﴿۱۲۰﴾ آنحضرت ﷺ کو کُرتا (قمیص) بہت پسند تھا۔ کُرتے کی آستین نہ تنگ رکھتے تھے نہ زیادہ کھلی۔ درمیانی ساخت زیادہ پسند تھی۔ آستین کلائی اور ہاتھ کے جوڑ تک پہنچتی تھی۔ سفر (خصوصاً جہاد) کیلئے جو کُرتا پہنتے تھے اس کے دامن اور آستین کی لمبائی ذرا کم ہوتی تھی۔ قمیص کا گریبان سینے پر ہوتا تھا جسے کبھی کبھار موسم کے تقاضے سے کھلا بھی رکھتے تھے اور اسی حالت میں نماز پڑھتے۔ کرتا پہنتے ہوئے پہلے سیدھا ہاتھ ڈالتے پھر بایاں۔

﴿۱۲۱﴾ آنحضرت ﷺ کو سر پر عمامہ باندھنا بہت پسند تھا۔ ایک روایت کے مطابق عمامہ کی لمبائی سات گز ہوتی تھی۔ عمامہ کا شملہ بالشت بھر ضرور چھوڑتے تھے جو پیچھے کی جانب دونوں شانوں کے درمیان پڑا رہتا تھا۔ موسمی حالات تقاضہ کرتے تو آخری بل تھوڑی کے نیچے سے لے کر گردن کے گرد بھی لپیٹ لیتے تھے۔ کبھی عمامہ نہ ہوتا تو کپڑے کی ایک دھجی (رومال) پٹی کی طرح سر پر باندھ لیتے تھے۔ ایک رائے یہ ہے کہ ایسا صرف بیماری خصوصاً دردِ سر کی حالت میں کیا ہوگا۔ سفید کے علاوہ زرد رنگ کا عمامہ بھی سرکار ﷺ نے استعمال فرمایا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر سیاہ بھی استعمال فرمایا ہے۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی استعمال میں رہی۔

﴿۱۲۲﴾ رسول اللہ ﷺ کے اوڑھنے کی چادر چار گز لمبی سوا دو گز چوڑی ہوتی تھی کبھی لپیٹتے کبھی ایک پلّو سیدھے بغل سے نکال کر الٹے کندھے پر ڈال لیتے یہی چادر کبھی کبھار بیٹھے ہوئے ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیتے اور بعض مواقع پر اسے تہہ کرکے تکیہ بھی بنا لیتے۔ معزز ملاقاتیوں کی تواضع کیلئے چادر اتار کر بچھا بھی دیتے۔

﴿۱۲۳﴾ آنحضرت ﷺ نے کبھی کبھار تنگ آستین کا رومی جُبّہ بھی زیب تن فرمایا ہے۔ کبھی طیلسانی قسم کا کسروانی جبہ بھی پہنا ہے جسکے گریبان کے ساتھ ریشمی گوٹ لگی ہوتی۔

﴿۱۲۴﴾ حضور اکرم ﷺ کا نعلِ پاک مروّجہ عربی تمدن کے مطابق چپل یا کھڑاؤں کی سی شکل کا تھا جس کے دو تسمے تھے ایک انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کے درمیان رہتا دوسرا چھنگلیاں اور اس کے ساتھ والی انگلی کے بیچ میں۔ یہ ایک بالشت دو انگل لمبا تھا۔ تلوے کے پاس سے سات انگل چوڑا اور دونوں تسموں کے درمیان پنجے پر سے دو انگل کا فاصلہ تھا۔

﴿۱۲۵﴾ سرور عالم ﷺ نے جرابیں اور موزے بھی استعمال فرمائے۔ شاہ نجاشی نے سیاہ رنگ کے سادہ موزے بطور تحفہ بھیجے تھے انہیں پہنا اور ان پر مسح فرمایا اسی طرح حضرت وحیہ کلبی نے بھی موزے تحفے میں پیش کیے تھے ان کو آپ نے پھٹنے تک استعمال کیا۔ (باقی آئندہ)

فروغِ رضویات کا سفر (ساتویں قسط)

اپنے دیس .... بنگلہ دیس میں

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

صلوٰۃ العشاء ہال میں ہی ادا کی گئی، صلوٰۃ کے بعد حضرت قبلہ مفتی امین الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی نے رقت آمیز دعا مانگ کر حاضرین جلسہ کو رلا دیا، پوری کاروائی کے دوران چٹا گانگ کے نوجوان نعت خواں حضرات نہایت خوش الحانی سے نعت شریف اور منقبتِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ پڑھتے رہے۔ زیادہ تر اعلیٰ حضرت کی لکھی ہوئی نعتیں اور منقبتیں پڑھیں گئیں، بنگالی نوجوانوں اور علماء کو صحیح تلفظ اور مترنم لحن کے ساتھ نعت ومنقبت پڑھتے دیکھ کر دل بہت مسرور ہوا۔ اور ان کے لئے دل سے دعا نکلی: ''اللھم ایدھم بروح التقدس'' آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

بعد ختمِ مجلس حاضرینِ کرام میں لنگر تقسیم ہوا، فقیر اور علامہ ڈاکٹر بخاری صاحب نے حضرت مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب کو غوثیہ کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد دی، اور انہیں یاد دہانی کرائی کہ حضرت فقیر نہ کہتا تھا کہ یہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کانفرنس ہے، وہ خود کانفرنس کو کامیاب بنائیں گے، شدید بارش کے باوجود جلسہ گاہ حاضرین سے بھر گئی تھی۔ یہ سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی زندہ کرامت تھی۔ رات تقریباً دس بجے فقیر مولانا شاھد الرحمٰن صاحب، مولانا عاشق الرحمٰن صاحب اور ان کے دیگر برادران کے ہمراہ کاروں کے قافلے میں تیز بارش سے گزر کر حضرت قبلہ مفتی امین الاسلام صاحب کے دولت کدہ پر پہنچا۔ راستہ بھر سیلابی کیفیت نظر آئی بنگلہ دیش میں ہر شہر اور قصبہ کے محلوں میں نہانے اور کپڑے اور برتن دھونے کیلئے تالاب ہوتے ہیں، چٹا گانگ میں بھی کثرت سے تالاب نظر آئے، موسلا دھار بارش کے سبب نہ صرف یہ کہ تالاب لبالب بھر چکے تھے بلکہ ان کا پانی سڑکوں اور اردگرد کے گھروں خصوصاً ترائی میں بنے ہوئے جھونپڑوں اور آبادیوں میں داخل ہو چکا تھا۔

مفتی صاحب کے دولت کدے پر پُر تکلف کھانا کھایا، جس میں انواعِ اقسام مچھلیوں کی فرائی اور سالن والی ڈشیں اور مرغی اور بکری کے روسٹ شامل تھے۔ کھانے کے بعد آم اور کٹھل کا دور چلا۔ اس سے فراغت کے بعد بالا خانے پر راقم اور ڈاکٹر بخاری صاحب اپنے کمروں میں آ گئے، ڈاکٹر بخاری صاحب لباس تبدیل فرما کر احقر کے کمرے میں آ گئے اور ساتھ ہی، مولانا شاھد الرحمٰن صاحب، مولانا عاشق الرحمٰن صاحب، مولانا حافظ خالد الرحمٰن صاحب اور مولانا انیس الزمان صاحب اور خود قبلہ مفتی صاحب بھی یہیں آ گئے رات دیر تک، دو روزہ غوث الاعظم کانفرنس میں بیان کردہ موضوعات پر اور انجمنِ عاشقانِ مصطفیٰ (ﷺ) کی گذشتہ برسوں کی کارکردگی پر گفتگو ہوتی رہی۔ اس گفتگو سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فقیر نے قبلہ مفتی صاحب سے عرض کی کہ آپ اس تنظیم کا ایک مختصر تعارف اردو میں تحریر کرا دیں تا کہ معارف رضا میں شائع کر دیا جائے، ان کے ارشاد پر مولانا انیس الزمان صاحب نے ایک مختصر تعارف تحریر کر دیا جو سطورِ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

نام تنظیم: انجمن عاشقان مصطفیٰ (ﷺ) بنگلہ دیش

بانی: پیر طریقت فقیہ بنگال، حضرۃ العلامۃ الحاج شاہ صوفی قاضی محمد امین الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی۔

سن تاسیس: ۱۹۸۰ء مطابق ۱۴۰۰ھ (Registration# 1429)

غرض و غایت: قرآن و سنّہ کے بنیادی قوانین کا انتشار، اس ملک کے عوام کو اہلسنّت و الجماعت کے نظریات سے آگاہ کرنا اسی کے مطابق مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح، اس کا تحفظ اور عقیدۂ اہلسنّت کا ابلاغ کر کے مسلمانوں کو متحد کرنا، مشائخ کرام کی عظمت و وقار کا چراغ لوگوں کے دلوں میں جلانا تا کہ لوگ تصوف و طریقت سے منسلک ہوں اور انہیں امن و سکون کے ساتھ سعادتِ دارین حاصل ہو۔ عامۃ المسلمین کو پابندِ شرع بنانے کی کوشش اور فرقِ باطلہ کی سازشوں کو فاش کر کے بھولے بھالے مسلمانوں کے دین و ایمان اور عقیدے کو بچانا۔ یتیم مسکین بچوں کو صحیح تعلیم و تربیت دینا۔

پروگرام:

(۱) تصنیف و تالیف، وعظ و نصیحت، ذکر و اذکار، ماہانہ و سالانہ محفلوں کے ذریعہ شریعت و طریقت کے مسائل عوام تک پھیلانا۔

(۲) شہر چاٹگانگ اور بنگلہ دیش کے گوشے گوشے میں عید میلاد النبی ﷺ، معراج النبی ﷺ، خلفائے راشدین، اہل بیتِ رسول، ائمۂ و مجتہدین کرام و اسلافِ عظام کے یاد میں سنی کانفرنس اور محفلوں کا اہتمام کرنا۔ یتیم خانہ، مدرسہ، مکتب، حفظ خانہ، مسجد وغیرہ ادارے قائم کرنا۔

(۳) انجمن کی طرف سے متعدد دینی و اصلاحی جرائد کا اجراء کرنا۔ اس سلسلے میں درج ذیل، رسائل شائع کیئے گئے:

زاد المؤمنین (بنگالی)، نافع المسلمین (بنگالی)، تقبیل الاباھمین (بنگالی)، عید میلاد النبی کی تقریب پر خصوصی مجلّہ، رمضان اور قربانی کے مسائل پر "الحق" کے نام سے اہلسنّت کے ایک ماہنامہ کا اجراء (ماہنامہ "الحق" کے ۶ رشمارے شائع ہو سکے، بعد میں دیوبندیوں نے اسی نام سے ایک ماہنامہ خفیہ طور پر رجسٹر کروا کر شائع کرنا شروع کردیا، جس پر مجبوراً اسے بند کرنا پڑا) غوث اعظم کانفرنس یادگاری مجلّہ کا اجراء (۲۰۰۲ء سے اس کی ابتداء ہوئی)

(۴) انجمن کے ماتحت دیگر تنظیمیں:

(۱) شاہ امینیہ فاؤنڈیشن (مالی تعاون کیلئے بنا کردہ)

(۲) انجمنِ اخوانِ طریقت "عاشقانِ مصطفیٰ تارون پریشدہ" (جوانوں کی تنظیم)

(۵) انجمن کے زیر اہتمام مدارس و مساجد کا قیام:

اب تک درج ذیل مدارس و مساجد کی تعمیر ہو چکی ہے مزید کا پروگرام ہے:

(۱) شاہ امینیہ سنّیہ مدرسہ، حفظ خانہ بانسکھالی، چاٹگام

(۲) شاہ امینیہ یتیم خانہ و حفظ خانہ، شیر شاہ کالونی

(۳) قادریہ امینیہ مدرسہ حفظ خانہ (فتح آباد)

(۴) شاہ امینیہ حفظ خانہ و یتیم خانہ نوا کھالی

(۶) مسجد بیت النور، خانقاہِ عاشقانِ مصطفیٰ، گلگاؤں

(۷) بیت النور جامع مسجد، بانسکھالی

(۸) سلطان العارفین دار المطالع بایزید بسطامی (باقی آئندہ)

اپیل برائے دعائے صحت

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا آغا فضل الرحمٰن مجددی مدظلہ العالی عارضہ قلب میں مبتلاء ہیں اور کارڈیا واسکلر وارڈ میں داخل ہیں۔ قارئین کرام سے آپ کی دعائے صحت کی اپیل ہے۔

خواتین کا معارف

عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ

〈احادیث مبارکہ روشنی میں〉

علامہ سید سعادت علی قادری*

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ الْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن ط

حضور نبی رحمت ﷺ نے انسانوں کو باہم ہمدردی کا درس دیا، طاقتوروں کو کمزوروں پر مہربانی کی تعلیم دی، امیروں کو غریبوں کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی، ظالموں کے ظلم سے مظلوموں کو نجات دلائی، یتیموں اور لاوارثوں کی سرپرستی کا حکم دیا، عورت، جس پر ہر دور میں ظلم ہوتا رہا جس کی ہر زمانہ میں حق تلفی کی گئی، جس کو ہمیشہ مرد نے اپنی ہوس کا شکار بنایا، جس کی حیثیت کبھی مرد کیلئے ایک کھلونے سے زیادہ نہ رہی، یہ مظلوم ترین مخلوق میرے آقا ﷺ کی توجہ اور عنایات کا سب سے زیادہ مرکز بنی۔ آپ نے اس کو قعر مذلت سے نکال کر بامِ عروج پر پہنچایا، معاشرے میں اس کو اعلیٰ مقام دلایا، نسلِ انسانی کی بقا کیلئے اس کی اہمیت کو واضح کیا، مرد کو اس کی عزت و عصمت کا محافظ بنایا، اس کے حقوق کا تعین فرمایا اور اس کی حق تلفی کو قابلِ سزا جرم قرار دیا۔ اس کو ماں کی حیثیت سے انسان کی دین و دنیا میں کامیابی کا ضامن ٹھہرایا۔ یہ بیوی کی حیثیت سے مرد کو سکون و راحت کا ذریعہ قرار دی گئی، بیٹی اور بہن کی حیثیت سے گھر کی رونق اور فراخیٔ رزق کا وسیلہ بنی۔ غرضیکہ اس مظلوم و کمزور مخلوق کو میرے آقا ﷺ کے خزانۂ رحمت سے جو کچھ ملا اس پر عورت جتنا بھی ناز کرے وہ کم ہے، لیکن آہ! عورت پر تو ماڈرن ازم کا بھوت سوار ہے، وہ فیشن کی دلدادہ ہے اپنی عزت و آبرو کو خود ہی پامال کر رہی ہے وہ مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کی ہوس میں ایک مرتبہ پھر مردوں کی ہوس کا شکار ہو رہی ہے۔ کاش عورت سوچے وہ کہاں جا رہی ہے، کس فریب میں مبتلا ہو رہی ہے۔ اسے ایسا دیوانہ کر دیا گیا ہے کہ عیش و آرام کی چہار دیوار اور عزت کی چادر تو درکنار اسے اپنے جسم کا لباس تک پسند نہیں، آیئے دیکھئے میرے آقا ﷺ نے عورت کو کیا دیا اس کی عزت و آبرو کی کس طرح حفاظت کا اہتمام فرمایا۔

حضور ﷺ نے عورت کو پسند فرمایا:

عورتوں کیلئے یہ خوشخبری بھی ہے اور دعوتِ اسلام بھی کہ دو جہاں کے آقا ﷺ نے ان سے اظہار پسندیدگی کرتے ہوئے فرمایا حدیث شریف:

''ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کی تین چیزوں کو پسند فرماتے تھے کھانا، عورتیں (بیویاں)، اور خوشبو، پس آپ کو دو میسر آئیں اور ایک میسر نہ آئی، عورتیں اور خوشبو تو ملی لیکن کھانا نہ ملا'' (مشکوٰۃ شریف)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے خوشبو اور عورتوں کی محبت دی گئی، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے'' (نسائی شریف)

کیا عورتوں کے لئے یہ باعث فخر نہیں کہ دو جہاں کے آقا ﷺ نے ان سے پسندیدگی کا اظہار فرمایا، بلاشبہ یہ ان کیلئے بڑا اعزاز ہے اور کاش وہ یہ اعزاز بخشنے والے آقا ﷺ کی پسندیدہ، دوسری دو چیزوں یعنی خوشبو اور نماز کو پسند کرنے لگیں، تو قیامت میں بھی وہ

*(مبلغ اسلام، مشہور عالم دین اور صاحب تصانیفِ کثیرہ) (ماخوذ از ''اچھا برتاؤ'' القادری اسلامک پبلی کیشن، پاکستان، ہالینڈ، افریقہ)

آقائے رحمت ﷺ کے سایۂ عاطفت میں ہوں گی، کہ آپ کی پسند بلا شبہ سندِ نجات ہے لیکن موقوف ہے دین کی پابندی اعمالِ صالحہ اور نیکیوں پر، آپ ﷺ ہی کا یہ ارشاد بھی ہے کہ:

''میں نے جہنم میں زیادہ عورتیں دیکھیں''

نیز ایک مرتبہ خاندان بنو مخزوم کی کسی عورت نے چوری کی اس پر حد جاری کی گئی، یعنی اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر ہوا، صحابہ کرام کو اس پر تشویش ہوئی، سرکار کے دربار میں سفارش بھیجی کہ اس عورت کی سزا معاف کردی جائے یا تبدیل کردی جائے، آپ ﷺ نے فرمایا ''قسم خدا کی اگر فاطمہ بنتِ محمد بھی یہ جرم کرے تو اس پر بھی حد جاری ہوگی، کہ اللہ کے قانون میں کسی بڑے، چھوٹے کا امتیاز نہیں''۔

غور فرمایئے! حضور علیہ السلام کو عورتیں پسند ہیں اور بلا شبہ عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، انہیں سے ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: ''اے فاطمہ نیکیاں کرو، میری بیٹی اور لاڈلی ہونے پر ناز نہ کرو''۔ پس جب لاڈلی بیٹی عمل سے، دین کی پابندی سے آزاد نہیں کی گئی، تو امت کی عورتیں کیسے آزاد ہوسکتی ہیں؟ لہٰذا ہر عورت کو چاہیے کہ جب سرکار نے اسے پسند فرمانے کا مژدہ دیا ہے، تو وہ بھی آپ کو پسند کرے یعنی آپ کے عطا کردہ نظامِ حیات پر زندگی بسر کرے جو بلا شبہ عورت کی عزت وآبرو کا محافظ اور سکون وآرام کا ضامن ہے۔

دنیا کا بہترین سامان:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ساری دنیا سامان ہے، اور دنیا کا بہترین سامان نیک عورت ہے''۔ (مسلم شریف)

اللہ اکبر! عورتوں کا مقدر قابل رشک ہے، وہ کس قدر منظورِ نظر ہیں آقائے رحمت ﷺ کی کہ دنیا کی بیشمار نعمتوں میں انہیں سب سے بہتر قرار دیا گیا، کیا اب بھی کوئی عورت کہہ سکتی ہے کہ اسلام نے اس کی تحقیر کی ہے؟ اس سے بڑا عورتوں کیلئے کیا اعزاز ہوسکتا ہے، لیکن ''صالحہ'' کی صفت نہ بھولیئے کہ عورت دنیا کا بہترین سامان ہے، جبکہ وہ نیک ہو، دین کی پابندی کرتی ہو، اعزاز بخشنے والے آقا ﷺ کے احکام کو دل وجان سے قبول کرتی ہو اور ان پر عمل پیرا ہو، ورنہ اس اعزاز سے محروم ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

''حضرت اسماء بنتِ زید رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہ چھوڑا، جو مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ نقصان پہنچانے والا ہو'' (مسلم شریف)

یعنی عورت جب دین سے دور، آزادی کا شکار ہوجائے، اسے برقعہ تو درکنار دوپٹہ بھی اوڑھنے میں شرم آنے لگے، نماز کی پابندی، قرآن کی تلاوت کو وہ پرانے وقتوں کی بات سمجھنے لگے، غیر مردوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اس کا معمول بن جائے، گھر کی چہار دیواری سے زیادہ اسے ہوٹلوں اور کلبوں کی روشنیاں پسند آنے لگیں، تو وہی عورت جو دنیا کا بہترین سامان قرار دی گئی تھی، مردوں کے لئے بدترین فتنہ بن جاتی ہے، اس کی وجہ سے گھروں میں جھگڑے ہونے لگتے ہیں۔ ایسی ہی عورت کو قرآن کریم نے سزا دینے اور مارنے کا حکم دیا اور ایسی ہی عورت سے بچنے کا اہتمام فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ''نیک عورت سے نکاح کرو صرف مال و جمال پر نظر نہ رکھو'' کہ مال بھی عارضی ہے جمال بھی عارضی، صرف صالحیت اور نیکی باقی رہنے والی خوبی ہے، اور ایسی عورت دنیا کی بہترین نعمت قرار پاتی ہے ایسی ہی عورت ایک کامیاب بیوی، ایک اچھی ماں ایک اچھی بیٹی اور ایک اچھی بہن بن سکتی ہے۔

☆☆☆

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی*

اس تلخ حقیقت سے کوئی بھی بے خبر نہیں کہ ہمارے نونہال فحش اور اخلاق سوز، اسلاف کرام سے منحرف اور پاکیزہ روایات اور اقدار سے بیگانہ ہوکر، بے حیائی اور بد اخلاقی کے عادی رسالوں، جاسوسی ناولوں اور ڈائجسٹوں کے مطالعہ کے عادی بن کر دین وایمان سے دور ہوتے جارہے ہیں ۔ والدین اولاد کی گستاخیوں اور نافرمانیوں سے عاجز آچکے ہیں ۔ اخبارات میں ''عاق نامہ'' کے اشتہارات پڑھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ والدین کس قدر بے بس اور مضطرب ہیں ۔ یہ صورتحال نہایت تشویش ناک ہے اور فوری موثر اصلاحِ احوال کی متقاضی ہے ۔ ہماری اسلامی مملکت میں ہندومت کے پروپیگنڈے کی حامل کہانیاں جنہیں جنسی لذت اور سنسنی خیزی سے دلچسپ بنایا جاتا ہے، ہندو اور یہودی سازش کے تحت فروغ پارہی ہیں ۔

ہر صاحبِ اولاد اپنے بچوں کے کردار کے متعلق یقیناً پریشان ہے ۔ فحاشی کا زہر دھیرے دھیرے نوخیز لڑکوں اور لڑکیوں کے رگ وریشے میں سرائیت کرتا جارہا ہے یہ طبقہ اسلامی نظریات کو ترک کر کے مخربِ اخلاق لٹریچر، فلم اور ٹیلی ویژن کے مضر اثرات کو بڑی تیزی سے قبول کررہا ہے، اس ماحول میں پل بڑھ کر آج کے نوجوان جب آئندہ خود ماں اور باپ کا روپ دھارتے ہیں تو وہ آپ اپنے بچوں کو کلمہ طیبہ اور بسم اللہ سکھانے کے بجائے انگریزی الفاظ اور انگریزی نظمیں سکھاتے ہیں ۔ مائیں اسلامی ناموں کے بجائے جمی اور سویٹی وغیرہ ناموں سے پکارنا زیادہ پسند کرتی ہیں ۔ اسلامی رنگ سے یکسر محروم ماحول میں جوان ہونے والے یہ بچے نظریۂ پاکستان کی بھلا کیا حفاظت کرسکیں گے؟ اندریں حالات یہ نہایت ضروری ہے کہ اسلامی مملکت میں ایسا لٹریچر جو اخلاق کو تباہ کرنے والا ہو، جو اسلامی نظریات اور قومی کردار کیلئے زہرِ قاتل ہو، ممنوع ہونا چاہیے مگر پاکستان میں فحش رسالے اور ناول نیم عریاں اور تصاویر سے بھرپور، بلا روک ٹوک چھپتے ہیں اور بکثرت پڑھے جاتے ہیں ۔ ان کی اشاعت اور تعداد میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے ۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی خواب گاہوں میں ایسی ہی مخربِ اخلاق کتب پائی جاتی ہیں ۔

ایک زمانہ تھا کہ جب بچہ چار سال چار ماہ چار دن کا ہوتا تو گھر کے بزرگ اس کی رسم ''بسم اللہ خوانی'' کراتے تھے ۔ سنِ شعور سے ہی بچے کو دینی کتب کے مطالعہ کی ترغیب دی جاتی تھی عمر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ کریما، گلستان، بوستان، پند نامہ شیخ عطار اور دیگر دینی کتب پڑھائی جاتی تھیں مگر اس دور میں ایسی بلند پایہ اخلاق سنوارنے والی کتابوں کو دقیانوسی کتابوں کی فہرست میں ڈالا جارہا

*(سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی علیہ الرحمۃ)

ہے۔

اسلامی ماحول میں پروردہ نوجوانوں نے اسلامی مملکت کی تخلیق کی۔ ان ہی بلند اخلاق نوجوانوں کی مساعی جمیلہ سے ملک و ملت کی تعمیر و ترقی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ غیر صحت مند لٹریچر کا زہر آنے والے نوجوانوں کے رگ و ریشے میں سرایت کر گیا تو نتیجۃً پاکستان دولخت ہوگیا۔ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرانے میں جتنے بھی عوامل کارفرما تھے ان میں سب سے بڑا سبب وہاں کے پرائمری مدارس میں اسی فیصد سے زائد ہندو مدرسین کی تقرریاں تھیں اور ہندوانہ ذہنیت کے زیر اثر تربیت یافتہ مسلمان بچے جب نوجوان ہوئے تو وہ اسلامی اقدار سے یکسر باغی ہو چکے تھے وہ مسلمانوں سے متنفر ہو چکے تھے۔ جن کے نتیجہ میں ''سقوط ڈھاکہ'' جیسا المناک حادثہ ہوا۔

ہندو اور یہودی، سابقہ تجربہ کی روشنی میں، یہ میٹھا زہر اب بھی فحش لٹریچر کی صورت میں بچے کُچے پاکستان میں نہایت عیاری سے پھیلا رہے ہیں۔ ہم اربابِ اختیار سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ مخربِ اخلاق لٹریچر کو روکنے کا فوری اور مؤثر بندوبست فرمایا جائے، ورنہ اس کے نتائج نہایت خطرناک اور بھیانک نکلیں گے۔ پرائمری سطح سے لیکر یونیورسٹی کی سطح تک کے اساتذہ کے کردار و اعمال کا جائزہ لینا چاہیے۔

جو اساتذہ نظریۂ پاکستان اور اسلامی اصولوں کے منافی سرگرمیوں میں ملوث پائے جائیں انہیں درس و تدریس کے فرائض سے فوری طور پر سبکدوش کر دیا جائے کیونکہ ملک کی بقا و ترقی و خوشحالی کا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ دین دار، نیک سیرت اور اسلام کے شیدائی اساتذہ کرام کی تقرری عمل میں لائی جائے۔ انہیں سے تربیت حاصل کرنے والے نوجوان اپنے وطن کی عزت و ناموس کی خاطر اپنی جانیں تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اور پھر اندرونی اور بیرونی سازشوں کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والے بھی یہی نوجوان ہوں گے۔ قوم کے نونہالوں کی اسلامی نظریات کے مطابق تعلیم و تربیت کرنے والے اساتذۂ کرام کو معاشرے میں جائز مقام دینا چاہیے۔ انہیں غمِ روزگار سے نجات دلانی چاہیے، ان کی ہر لحاظ سے حوصلہ افزائی کرنی چاہیے، تاکہ وہ پورے اطمینان اور دلجمعی سے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ والدین کو ایسے اساتذہ کرام کی عزت افزائی کرنی چاہیے پھر دیکھیں کس قدر باکمال اور باصلاحیت نوجوان پیدا ہوتے ہیں۔ شاہانِ سلف ہمیشہ اپنے بچوں کو صحیح تعلیم و تربیت دلوانے کے لیے نہایت قابل، لائق اور دین دار اتالیق کی خدمات حاصل کرتے تھے۔

خاندانِ مغلیہ کا درویش صفت شہزادہ اورنگزیب عالمگیر تاریخ میں راسخ العقیدہ مسلمان بادشاہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شہزادے کو بچپن میں جو اتالیق ملا وہ ایک نہایت نیک اور پاکیزہ صفت درویش تھا۔ جب شہزادہ چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوا تو شاہجہان نے بعد از تلاش بسیار جناب ملا عبداللطیف سلطان پوری (ریاست کپور تھلہ) کو شہزادے کا اتالیق مقرر کیا اور دارالحکومت دہلی طلب فرمایا۔ جناب ملا صاحب نے جواب دیا کہ:

تشنہ نزد چاہ مے رود نہ چاہ بہ نزد تشنہ

''یعنی پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے نہ کہ کنواں پیاسے کے پاس''

شاہجہان استاد کا مرتبہ پہچان گیا اور شہزادے کو سلطانپور بھجوا دیا۔ شہزادے کے لیے کوئی علیحدہ انتظام نہیں تھا۔ ایک دن شہزادہ سبق نہ سنا سکا جناب ملا صاحب نے زور سے طمانچہ جڑا تو شہزادے کی

نکسیر پھوٹ نکلی۔ ڈائری نویس نے خون آلودہ اوراق شاہی محلات میں پہنچادیے۔ بیگمات اور ہمشیرگان تڑپ اٹھیں اور ملا صاحب کو سزا دینے کیلئے شاہجہان پر زور دیا۔ بادشاہ نے سزا کا حکم نامہ یوں لکھا:

''ہزار بیگھہ زمین کا رقبہ موضع سلطان پور کے رقبہ سے جناب ملا صاحب کے نام ہم نے ایک طمانچے کے عوض لگادیا ہے''۔

جناب ملا صاحب کی بے نیازی ملاحظہ ہو کہ اس حکم نامے پر یہ شعر لکھ کر واپس کردیا۔

شاہ مارا ھدیہ دھدو منت نہد
رازق ما رزق بے منت دہد

''بادشاہ مجھے جاگیر دے کر احسان جتارہا ہے،
حالانکہ میرا مولا مجھے بے طلب رزق دے رہا ہے''

بالآخر بادشاہ کو وہ اراضی درس کے نام لگانا پڑی۔ اس واقعہ سے اپنی اپنی جگہ پر باپ اور استاد کے اعلیٰ کردار کا نمونہ ملتا ہے، اے کاش! آج کے والدین اور اساتذہ کرام بھی ایسی ہی روایات کو اپنائیں۔

مناسب ہوگا اگر یہاں والدین کی ذمہ داریوں کے متعلق قرآن مجید کے حوالے سے کچھ عرض کردیا جائے، اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو بڑے تندخو اور سخت مزاج ہیں۔ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا اس نے انہیں حکم دیا ہے اور فوراً تعمیل بجالاتے ہیں جو ارشاد انہیں فرمایا جاتا ہے''۔

اہل ایمان کو حکم دیا جارہا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آتش جہنم سے بچائیں لیکن ان کی ذمہ داری اپنی ذات تک محدود نہیں بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی عذاب دوزخ سے بچانے کی پوری کوشش کرنا ان پر لازم ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کو تو دوزخ سے بچانے کا مفہوم سمجھ میں آ گیا، ہم اپنے اہل وعیال کو دوزخ سے کیسے بچا سکتے ہیں؟۔ فرمایا تم اس طرح ان کو بچا سکتے ہو کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں روکا ہے تم اپنے اہل وعیال کو بھی ان سے روکو اور جن کاموں کو بجالانے کا اس نے حکم دیا ہے تم بھی انہیں حکم دو کہ وہ بھی بجالائیں۔

لہٰذا ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنی اولاد، اپنی بیوی اور اپنے خدام کو عذاب سے بچانے کی کوشش کرے۔ اپنی اولاد اور اہلِ خانہ کو دین کی تعلیم دیں اچھی باتیں سکھائیں اور پاکیزہ ادب و ہنر کی تعلیم دیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

''کسی باپ نے اپنے بچے کو حسنِ ادب سے بہتر تحفہ کوئی نہیں دیا''

اگر آپ اپنے بچوں کے کردار کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں ایسی کتابیں پڑھنے کو دیجیے جن میں اخلاقیات کی تعلیم دی گئی ہو، جن میں بزرگانِ دین کے اسوۂ حسنہ کا ذکر ہو جن میں معاشرے کی اصلاح کے نسخے درج ہوں، جن میں اسلامی نظریہ حیات کے درس دیئے گئے ہوں۔ اگر اس قسم کے صحت مند لٹریچر کو فروغ دیا گیا تو فحش لٹریچر کی مانگ خود بخود ختم ہوجائے گی۔

☆☆☆

بچوں کا معارف

سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما

ترتیب وپیشکش: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

پیارے بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ دوشماروں (فروری، مارچ) میں آپ نے سید انبیاء ﷺ کے آباؤ اجداد اور دنیا میں آپ کی تشریف لانے کے متعلق گذشتہ انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بشارتوں کی کچھ تفصیل پڑھیں۔ اب ہم آپ کو نبی پاک ﷺ کے والدین محترمین کریمین حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب اور سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایمان کے بارے میں مختصراً کچھ بتائیں گے۔

پیارے بچو!

تم تو یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمارے نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے افضل اور آخری نبی ہیں، اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ آپ سے قبل جو نبی یا رسول دنیا میں تشریف لاتے تھے، تو کبھی کبھی ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کی آمد پر کئی کئی سو سال گزر جاتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد حضورِ اکرم ﷺ کے اعلانِ نبوت تک تقریباً ساڑھے چھ سو سال (۶۵۰) کا عرصہ گزرا۔ اس مدت کو جس میں کسی نبی کی دعوت وتبلیغ نہ ہو (یعنی ایسا زمانہ جس میں کوئی نبی، اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی طرف بلانے والا نہ ہو) اس کو ''فترت'' کا زمانہ کہا جاتا ہے اور ایسے زمانے میں بسنے والے لوگ (اہلِ فترت) کی بخشش کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اللہ کی وحدانیت کے قائل ہوں اور شرک اور بت پرستی سے پرہیز کرتے رہیں۔ اس قاعدہ کی رو سے سیدِ عالم ﷺ کے والدین کریمین کی حیات کا زمانہ فترت کا زمانہ تھا۔

رہی دوسری بات کہ حضور ﷺ کے والدین محترمین مواحد (یعنی ایک اللہ رب ذوالجلال کے ماننے والے) تھے کہ نہیں تو حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے کبھی بت پرستی نہیں کی بلکہ بت پرستی اور بت پرستوں کی صحبت سے بھی منع فرمایا۔

چنانچہ حدیث شریف کی ایک مشہور کتاب ''مواھب'' اور اس کی شرح ''زرقانی علی المواھب'' میں ہے کہ جب حبیب مکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ مدینہ منورہ سے واپس ہوئیں اور مقام ابوا میں پہنچ کر بیمار ہوگئیں اور سید عالمین ﷺ کی عمر شریف تقریباً چھ سال کی تھی، تو اس وقت والدہ ماجدہ اپنے نورِ نظر لختِ جگر رحمتِ کونین ﷺ کی طرف مخاطب ہوئیں اور فرمایا:

''اے میرے لختِ جگر! اگر صحیح ہے وہ جو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تو رسول بنا کر بھیجا جائے گا ساری خدائی کی طرف، اے میرے نورِ نظر تو مبعوث ہوگا تاکہ حلال وحرام کو بیان کرے، تو نبی و رسول بنا کر بھیجا جائے گا تاکہ حق کو حق اور باطل کو باطل بیان کرے، تو مبعوث ہوگا ساتھ دینِ ابراھیم (علیہ السلام) کے جو نیکوکار اور اپنے ربِ کریم کی اطاعت کرنے والے تھے۔ اے میرے نورِ نظر میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر بتوں کی پوجا سے منع کرتی ہوں اور یہ کہ تو بتوں اور بت پرستوں کی مدد اور طرف داری سے بچا رہے''۔

اس کے بعد والدہ ماجدہ نے فرمایا!

''ہر زندہ کو مرنا ہے اور ہر نئی چیز فنا ہونے والی ہے اور اب میں دنیا سے جارہی ہوں لیکن میرا ذکرِ خیر باقی رہے گا کیونکہ میں خیر (مصطفیٰ کریم ﷺ) کو چھوڑے جارہی ہوں اور میں نے پاک ذات کو جنا ہے''۔

زاں بعد والدہ ماجدہ وصال فرماگئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

اس پر علامہ زرقانی نے فرمایا!

''والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس فرمان سے صراحۃً ثابت ہوا کہ وہ توحید پر تھیں ایک خدا جل جلالہٗ کی ماننے والی تھیں کیونکہ والدہ ماجدہ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دین کا ذکر کیا اور بتوں نیز بت پرستوں کے ساتھ دوستی سے منع فرمایا تھا۔

(زرقانی صفحہ ۱۶۵، جلد ۱)

الحمدللہ رب العالمین! مذکورہ عبارت سے ثابت ہوا کہ سرکار کی والدہ مشفقہ مومنہ تھیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وہ اس وقت صرف اہل توحید و اہل لا الہ الا اللہ تھے، بعدہٗ رب العزت عز جلالہ نے نبی کریم ﷺ کے صدقے میں ان پر اپنا انعام اور نعمت پوری کرنے کیلئے اصحابِ کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح زندہ کیا کہ حضور اکرم ﷺ پر ایمان لاکر شرف صحابیت پاکر آرام فرمایا۔ یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآنِ کریمہ پورا اتر لیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔ ان دونوں نے تفصیلی ایمان قبول کرکے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ لہٰذا جو لوگ حبیبِ خدا ﷺ کے ابوین کریمین کو معاذ اللہ کافر کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب، رحمتِ کائنات ﷺ کو یقیناً دکھ اور ایذا دے رہے ہیں وہ اس سے توبہ کریں وہ قرآنِ مجید (سورۂ احزاب آیت-۵۶) کا مندرجہ ذیل مضمون پڑھ کر راہِ راست پر آجائیں یا پھر لعنت کا طوق گلے میں ڈال کر جہنم کی تیاری کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ)

''بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا (تکلیف) دیتے ہیں ان پر اللہ کی طرف سے دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وصلى الله تعالىٰ على حبيبه سيد العالمين اكرام الاولين ولآخرين وعلى آله واصحابه اجمعين

اسلام اور سائنس

امام احمد رضا کے سائنسی نظریات

''اگر میں یہ کہوں کہ امام احمد رضا ماضی قریب کے ایک ایسے سائنسدان کا نام ہے جس کی سائنسی تحقیقات اور تحریریں ماضی اور حال کے تمام سائنس دانوں کے لئے ایک چیلنج ہے تو شاید لوگ مجھے غلط تصور کریں گے، لیکن حقیقت کا انکار کسی کے بس کی بات نہیں، چاہے وہ کھلی ہو یا چھپی''

مولانا فیضان المصطفیٰ مصباحی

رواں صدی کے اوائل میں ہندوستان کی سرزمین پر علم و حکمت کی ایسی عظیم شخصیت گزری جس کی حقیقی تصویر کشی تحریر وقلم کی پہنچ سے باہر ہے جسے امام احمد رضا فاضل بریلوی کے نام سے جانا جاتا ہے علم وفن کا وہ ایسا عبقری تھا کہ فقہ پریشان ہے اور عقل حیران کہ کون سا وہ علم ہے جس پر آپ کو عبور نہیں، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایک بڑی تعداد ایسے علوم کی ہے جس میں امام احمد رضا کو مہارت تھی اور آج روئے زمین پر اس کا واقف مشکل ہی سے ملے گا، تاریخ کی یہ کتنی حیرت انگیز تصویر ہے کہ جسے زمانہ ایک مولوی سمجھ رہا تھا آج کے ماہرین اس کی علمی تحریریں سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس مقام پر ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

علم جفر جو چند اصول و قواعد کے ذریعہ غیبی امور کے جاننے کا نام ہے جس کا واقف اس دور میں شاید ہی کوئی ہو، اس میں امام احمد رضا کو خاصی دسترس تھی۔ خود فرماتے ہیں:

''کہ علم جفر نہ کسی استاد سے سیکھا، نہ کسی سے مذاکرہ ہوا، بلکہ حضرت سید ابو الحسن نوری میاں مارہروی علیہ الرحمہ نے اس کا ایک قاعدہ تذکرۃً تعلیم فرمادیا تھا، اس ایک قاعدہ سے کئی اور قواعد معلوم کر لیے، پھر اس علم کی ایک اہم کتاب شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تصنیف ہاتھ لگی۔ اس پر محنت صرف کی، گویا کہ جفر سے ہی سیکھا، اور اس میں ایک رسالہ ''سفر السفر عن الجفر بالجفر'' لکھا، زیارت حرمین شریفین کے لیے حاضر ہوا تو سوچا کہ پوری دنیا کا مرکز ہے جہاں دنیا بھر کے اہل علم اکٹھا ہوتے ہیں۔ شاید کوئی ایسا ملے جو علم جفر کا ماہر ہو تو اس سے اس کی تکمیل کرلیں، معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ مولانا عبدالرحمٰن دھان مکی اس کے ماہر ہیں۔ یہ سن کر خوشی ہوئی ملاقات ہوئی اور کئی گھنٹے خلوت رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو قواعد مولانا عبدالرحمٰن دھان کے ناقص تھے ان کی قدرے تکمیل ہوگئی''۔ مولانا سید حسین مدنی عرب سے بریلی تشریف لائے اور چودہ مہینے بریلی شریف میں قیام کرکے اعلیٰ حضرت سے علم جفر کا درس لیا۔ ان کے لیے اور دیگر عرب علماء کے لیے امام احمد رضا نے علم جفر وتکسیر میں ایک مستقل رسالہ ''اطائب الاکسیر فی علم التکسیر'' بزبان عربی املا کرایا۔ جب انہوں نے علم جفر کے قواعد کی تکمیل کرلی تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے پاس جس قدر بھی مسودے نسخے اور زائچے خود طبع زاد تھے سب رخصت ہوتے وقت انہیں کے حوالے کردیا اور ہمیشہ کے لئے اس علم سے دست

بردار ہوگئے۔

موجودہ ترقی یافتہ دور میں علوم کے جتنے شعبے اب تک دریافت کیے ہیں ان تمام میں نہ صرف یہ کہ آپ کی دسترس کے شواہد موجود ہیں بلکہ آپ کی تصنیفات میں ان کی اعلیٰ تحقیقات بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ جس شعبہ میں آپ کی علمی خدمات سے لوگوں کو واسطہ پڑا اس شعبے میں آپ کی شخصیت نکھر کر سامنے آئی اور جس سے واسطہ نہ پڑا وہ اب تک پردۂ خفا میں ہے، انہیں میں ایک سائنس بھی ہے۔ امام احمد رضا کو سائنس میں کس قدر دسترس تھی؟ ان کے سائنسی تخیلات کی حد کیا تھا؟ ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کے بجائے اگر میں یہ کہوں کہ امام احمد رضا ماضی قریب کے ایک ایسے سائنسدان کا نام ہے جس کی سائنسی تحقیقات اور تحریریں ماضی اور حال کے تمام سائنسدانوں کے لئے ایک چیلنج ہیں تو شاید لوگ مجھے غلط تصور کریں گے، لیکن اس کے باوجود حقیقت کا انکار کسی کے بس کی بات نہیں، چاہے وہ کھلی ہو یا چھپی۔

دراصل اشیائے کے حقائق دریافت کرنے اور انہیں پرکھنے کا نام سائنس ہے۔ مگر امام احمد رضا کے سائنسی نظریات کا محور اسلامی نظریات ہیں، کیونکہ موجودہ سائنس آزاد اور بے لگام ہے، اس کیلئے کوئی دائرہ نہیں۔ جبکہ امام احمد رضا کی سائنس اسلامی دائرہ میں گردش کرتی ہے اور شریعت وحقیقت سے تجاوز نہیں ہوتی۔ یہ اس ایمان ویقین کی بنا پر ہے جو اسلامی نظریات کی حقانیت کے سلسلے میں آپ کو تھا۔ اس کا ایک واضح اشارہ آپ کے کلام میں ملتا ہے کہ جب آپ کے سامنے تجویز پیش کی گئی کہ اسلامی لٹریچر کو سائنسی طرز فکر کے مطابق کردیا جائے تو آپ نے فرمایا؛ سائنس اسطرح مسلمان نہ ہوگی، ایسے تو اسلام نے سائنس کو قبول کیا، نہ کہ سائنس نے اسلام، بلکہ اس کا طریقہ یہ کہ وہ اسلامی نظریات جن سے سائنس متصادم ہے انہیں ثابت کیا جائے اور سائنسی طرز فکر سے ہی انکی حقانیت واضح کی جائے

ایسا آپ نے عملی طور پر کر کے بھی دکھایا کہ بعض وہ اسلامی نظریات جن سے سائنس دان اختلاف کرتے ہیں، انہیں ثابت کرنے کیلئے آپ نے بھرپور کوشش کی، چنانچہ موجودہ سائنس دان نظام کائنات کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ سورج اس کا مرکز ہے جو ساکن ہے، زمین اس کے گرد ایک سیارے کی حیثیت سے گھوم رہی ہے جس سے دن رات اور موسم کا اختلاف ہے۔ اس کے برخلاف اسلامی نظریہ یہ ہے کہ زمین ساکن ہے، سورج گردش کررہا ہے اور سورج کی گردش سے ہی دن رات اور موسم کا اختلاف ہے۔ قرآن میں ہے کہ:

> ''بیشک اللہ روکے ہوئے ہے آسمان اور زمین کو تاکہ جنبش نہ کریں، اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے اللہ کے سوا، بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے'' (سورۂ فاطر ۴۰-۲۳، رکوع ۲)

سائنس اپنے نظریہ کی تائید میں بیشمار دلائل پیش کرتی ہے مگر امام احمد رضا نے اس سلسلے میں ایک مستقل کتاب ''فوز مبین در رد حرکت زمین'' تصنیف فرمائی جس میں پچاس دلائل سے سائنس کے نظریات اور دلائل کی بین تردید فرمائی کہ مجالِ دم زدن نہیں، پھر اس کے بعد چون (۵۴) دلائلِ قاہرہ سے زمین کا سکون ثابت کیا، یعنی پورے ۱۰۴ دلائلِ عقلیہ سے سائنسی نظریہ کو رد کیا اور اسلامی نظریہ کا اثبات کیا۔ پوری کتاب علم ہیئت، ہندسہ، لوگارثم، ریاضی اور فلکیات کی شاہکار ہے۔ اس میں زمین کی حرکت ماننے پہ بیشمار استحالے ثابت کیئے ہیں۔

آپ کی پانچ سو سے زائد تصنیفات مختلف مقامات پر سائنسی تحقیقات سے لبریز ہیں، خصوصاً فتاویٰ رضویہ میں جگہ جگہ نادر سائنسی تحقیقات ملتی ہیں، چنانچہ پانی کا رنگ کیا ہے اس سلسلے میں

آپ کی تحقیقات بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ پانی کے بے رنگ ہونے پر آپ نے اعتراض کیا ہے، یوں ہی پانی کا رنگ نیلا اور سفید ہونے پر بھی اعتراض کیا ہے، پھر آپ نے تجربات وشواہد سے ثابت کیا ہے کہ پانی کا رنگ خفیف سیاہ مائل ہے۔

''ھدایۃ المتعال فی حدالاستقبال'' میں جہت قبلہ کے سلسلہ میں آپ نے انفرادی تحقیقات فرمائی ہیں، اور ثابت کیا کہ قطب ستارہ کو داہنی طرف مان کر سمت مواجہہ میں قبلہ ہونے کا اصول درست نہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ بریلی کی مسجدیں قبلہ سے دور درجہ شمال اور ممبئی کی بیشتر مساجد قبلہ سے دس درجہ جنوب کو ہٹی ہوئی ہیں، اس سلسلہ میں قبلہ کی تعین کیلئے ایسے اصول ایجاد کیے کہ خود فرماتے ہیں:

''ان پر عمل کرتے ہوئے اگر سارے حجابات ہٹا دیے جائیں تو قبلہ عین نگاہ کے سامنے ہوگا''

اس سلسلہ میں آپ کا رسالہ ''کشف العلۃ عن سمت القبلۃ'' مستقل تصنیف اور لائق مطالعہ ہے اپنی ''الکشف شافیا الاحکام فونو جرافیا'' میں آواز کے سلسلے میں آپ نے بڑی نادر سائنسی تحقیقات فرمائی ہیں جو آپ ہی کا حصہ ہے۔ جس میں آپ نے آواز کی حقیقت اور صوتی تموج کی کامل تحقیق فرمائی ہے۔ علم الہندسہ (جیومیٹری) کا تفصیلی تذکرہ آپ کی تصنیفات مثلاً شمائم العنبر، فتاویٰ رضویہ، فوز مبین، کشف العلۃ وغیرہ میں جا بجا ہے۔ علم الارض سے متعلق آپ کی تحقیقات اجتہادی درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں۔ ان کا تفصیلی ذکر رسالہ ''حسن التعمم لبیان حد التیمم'' میں ہے، جس میں جنس ارض سے ہونے کیلئے پانچ صفات، جلنا، پگھلنا، نرم پڑنا، راکھ ہونا، آگ سے نرم ہو کر مائع صنعت ہو جانا، بیان کر کے بتایا کہ اصل میں یہ سب تین یا دو کی طرف راجع ہیں۔ ان کی تحقیقات میں آپ نے ایسے ایسے پتھروں کا بیان کیا ہے جو پوری دنیا میں ایک دو ہی خطہ میں پائے جاتے ہیں۔ جن جن پتھروں سے تیمم جائز ہے فقہائے کرام نے اس کی جتنی قسمیں بتائیں ہیں آپنے اس پر ایک سو سات اقسام کا اضافہ کیا ہے، جس میں پوری تشریح و تفصیل ہے، ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

''یوں ہی جس در و دیوار یا چھت پر صندلہ یا سمنٹ پھرا ہو، جس در و دیوار پر بالوتر ہو، جس پر بادامی، لاکھی، سرخ، سبز، زرد، دھانی، آسمانی کتھئی، زنگاری، خاکی، فاختئی، پیازی، فیروزی، رنگتیں ہوں کہ اگر چہ سرخ میں شنجرف، سبز میں منصوع تو یا، آم کی چھال، بکائین کے پتے، زرد میں کبھی ملتانی کے سوا ٹیسو کے پھول، دھانی میں کبھی سبز گل کے سوا وہی توتیا چھال، آسمانی میں کولا مصنوع، لاجورد، کتھئی میں ببول کی چھال، زنگاری میں سبز توتیا، خاکی میں کولا، فاختئی میں لاجورد، پیازی میں پیوڑی، فیروزی میں توتیا وغیرہ وغیرہ اشیائے غیر کی آمیزش ہے۔ مگر بہر صورت اصل گٹی ہے، اس کا حصہ کثیر و غالب اور ان کا خط اس میں رنگت لانے کیلئے ہوتا ہے، پکی قبر کے وہاں ظن نجاست نہیں، سنگ مرمر، سنگ موسیٰ، سنگ سپید، سنگ سرخ، چوکا گہرا سبز، سنگ ستارہ سرخی مائل بہت چمکدار ذرے ذرے نمایاں، گئو دنتی سپید نیلگو جھلکدار اس کے نگینے بھی بنتے ہیں، حجر الیہود، مقناطیس، سنگ سماق جس کے کھرل مشہور ہیں، سان، سلی، کرنڈ، کسوٹی، چقماق، ریل کا کولا کہ پتھر ہے، سلیٹ، ترکستان کا وہ پتھر کہ لکڑی سا جلتا ہے، شام شریف کا وہ پتھر کہ آگ میں ڈالے سے لپٹ دیتا ہے، صقلبہ کا وہ پتھر کہ گرم پانی سے مشتعل ہوتا ہے اور تیل سے بجھتا ہے، حجر الفتیلہ جس کی بتی بنا کر جلاتے ہیں، ان چاروں پتھروں کا بیان اوپر گزرا، بلور معدنی پتھر ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ اول، ص: ۶۹۷)

آپ نے یہ تحقیق بھی پیش کی کہ سورج افق پر نمودار ہونے سے پہلے، یوں ہی ڈوب جانے کے بعد بھی کیوں دکھائی دیتا ہے؟ جس میں بتایا کہ شعاعیں سفر کرتی ہوئی ملاءِ کثیف سے ملأ لطیف میں

جب داخل ہوتی ہیں تو کس طرح منعطف ہو جاتی ہیں، جیسے پانی میں کوئی ڈنڈا یا چھڑی اس طرح ڈالی جائے کہ کچھ حصہ پانی میں ہو اور کچھ باہر، تو پانی والا حصہ کج معلوم ہوگا۔ آپ نے زمین اور دیگر سیاروں میں کششِ ثقل ماننے سے انکار کیا ہے اور اشیاء کے اوپر سے نیچے آنے کا سبب خود اس ثقیل شئے کا اقتضا بیان کیا ہے۔ سمندر میں مدوجذر کا سبب چاند قرار دینے پر آپ نے زبردست اعتراضات کیے ہیں، ان میں ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اگر چاند ہی سببِ مدوجذر ہے تو پھر دریاؤں اور بڑے تالابوں میں مدوجذر کیوں نہیں، کیا یہاں چاند بے اثر ہو گیا؟ پھر آپ نے سمندر کے مدوجذر کی وجہ کی طرف اشارہ اس حدیث سے کیا ہے جس میں فرمایا گیا کہ ''ان تحت البحر نارا'' مگر چونکہ طبعیات کے اسباب وعلل کی تحقیق کو آپ نے اپنا منصب نہیں بنایا ورنہ تھوڑی توجہ فرما دیتے تو مسلمانوں کو مغربی سائنسدانوں سے بے نیاز کر دیتے۔

پانی میں مسام ہیں یا نہیں؟ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

''نہیں، کہ پانی میں بالطبع خلا بھرنے کی قوت رکھی گئی ہے، ضرور ہے کہ جو مسائم فرض کیے جائیں وہ پانی کہ ان سے اوپر ہے ان کی طرف اترے گا اور انہیں نہ بھرے گا اور مسائم ہونے پر فلسفۂ جدیدہ کی یہ دلیل کہ شکر ڈالنے سے پانی میں حل ہو جاتی ہیں اور اس کا حجم نہیں بڑھتا مقبول نہیں، جب زیادت قدر احساس کو پہنچے گی ضرور حجم بڑھنا محسوس ہوگا۔ مگر ایک استدلال اس پر یہ خیال میں آتا ہے کہ حوض کے کنارے ایک شخص کھڑا ہے دوسرا غوطہ لگائے اور باہر والا شخص باآواز پکارے اگر مسام ہیں تو ضرور سنے گا اور سنتا ہے، تو معلوم ہوا کہ مسام ہیں، بخلاف اس کے ایک کمرہ صرف آئینوں سے فرض کیجئے جس میں کہیں روزن نہ ہو، اس کے اندر کی آواز باہر نہ آئے گی اور باہر کی اندر نہ جائے گی، اگرچہ اندر باہر دو شخص متصل کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو باآواز بلند پکارے۔ مگر یہ استدلال بھی کافی نہیں۔ آواز پہنچنے کے لئے خلائے فاضل میں تموج چاہیے، مسام کی کیا حاجت۔ ہاں جہاں تموج نہ ہو بذریعہ مسام پہنچے گی، آئینے میں نہ تموج نہ مسام، لہٰذا نہ پہنچے گی، پختہ وخام عمارت میں تموج نہیں منافذ ومسام ہیں ان سے پہنچتی ہے آب وہوا خود اپنے تموج سے پہنچاتے ہیں اور یہی اصل ذریعہ صوت ہے۔ ہوا میں تموج زائد ہے کہ پانی سے الطف ہے وہ زیادہ پہنچاتی ہے اور پانی، تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک اینٹ پر اینٹ مارے دوسرے کو آواز پہنچے گی مگر نہ اتنی جتنی کہ ہوا میں۔ (الملفوظ اول، ص: ۱۴۸)

فتاویٰ رضویہ اول میں یہ تحقیقات موجود ہیں کہ آئینہ میں دراڑ پڑ جائے تو وہاں سفیدی کیونکہ معلوم ہوتی ہے؟ پانی جم کر برف بن کر سفید کیوں نظر آنے لگتا ہے؟ بلور اور شیشہ وغیرہ پسنے سے سفید کیوں نظر آتے ہیں؟ کان کی ہر چیز گندھک اور پارہ کی اولاد ہے؛ وغیرہ۔ یوں ہی آج کل میڈیکل سائنس کا یہ نظریہ کہ بہت سے امراض متعدی ہوتے ہیں، اسے بھی آپ نے تسلیم نہیں کیا، اس سلسلے میں آپ کا ایک مستقل رسالہ ہے، آپ کا نظریہ ہے کہ دراصل کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، لیکن اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ بعض امراض متعدی ہوتے ہیں تو اس کے لئے اللہ ان امراض کو ان کے حق میں متعدی بنا دے گا، کہ ارشاد ہے! انا عند ظن عبدی بی

وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ آپ کی سائنسی تحقیقات پر بھی کام ہو رہا ہے اور ریسرچ اسکالر اس سلسلے میں مصروف ہیں، خصوصاً آپ کی مذکورہ تصنیف ''فوزمبیں دررد حرکت زمین'' کی طرف محققین کی توجہ کی شدید ضرورت ہے جس کی طرف اب محققین بڑھ رہے ہیں۔ دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں آپ کی شخصیت اور کارناموں پر تحقیقات جاری ہے۔

معارفِ مطبوعات

خوشبوئے معارفِ رضا

﴿معارفِ رضا کا سالانہ چوبیسواں شمارہ﴾

تحریر: سید صابر حسین شاہ بخاری، اٹک*

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان ''رضا شناسی'' میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی خدمات اور تحقیقات ناقابلِ فراموش ہیں۔ مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مدظلہ کی سرپرستی میں ادارہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں نہایت تیزی کے ساتھ رواں دواں ہے۔ ادارہ کے بانی علامہ سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمہ کی اچانک وفات کے بعد مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ ''کارِ رضا'' میں ایسے مشغول ہوئے کہ ان کے نعم البدل ثابت ہوئے۔ طبیعت کی ناسازی اور علالت کے باوجود آپ ''کارِ رضا'' سے کبھی غافل نہ ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے طفیل انہیں تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین

ادارہ کیلئے مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ کے رفیقِ خاص پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب مدظلہ اور ان کے دیگر رفقاء کی خدمات بھی اظہر من الشمس ہیں۔ ادارہ نے امسال بیک وقت تین زبانوں عربی، اردو، انگریزی میں ''معارف رضا'' کے خصوصی ایڈیشن نکال کر ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔

اردو زبان میں ''معارف رضا'' کا سالانہ خصوصی چوبیسواں شمارہ پیش نظر ہے۔ سرورق نہایت سادہ مگر پروقار اور جاذبِ نظر لگتا ہے۔ صوری اور معنوی لحاظ سے بے مثال ہے، اس میں شامل تمام مواد منظوم اور منثور نہایت اعلیٰ ہے۔

''آئینہ'' کے عنوان سے حسنِ ترتیب کو دوبالا کیا گیا ہے۔ امامِ نعت گویاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی حمدیہ رباعیات اور نعتِ رسول مقبول ﷺ سے سالنامہ کا آغاز کیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شان میں مولانا شہزاد مجددی مدظلہ کی منقبت ''اسے عشق تھا فقط مصطفےٰ ﷺ'' دی گئی ہے۔ یہ منقبت اتنی دلکش اور ایمان افروز ہے کہ اسے بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اس میں شاعر نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی سیرت کی اہم جھلکیوں کو منظوم کر کے گویا کوزے میں سمندر بند کر دیا ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ! ''اپنی بات'' کے عنوان سے مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ نے ادارتی قلم اٹھایا اور نہ صرف ''اپنی بات'' بلکہ پوری دنیائے اہلسنّت کی بات کہہ دی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی وسعتِ علمی اور عالمی جامعات میں ''گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں'' کی تفصیل بھی سنادی۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب ''کنز الایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی ترجمہ'' کے عنوان سے ڈاکٹریٹ کر چکے

*(رضویات کے معروف اسکالر اور صاحبِ طرز مصنف)

ہیں۔اسی لئے امسال معارف رضا کے سالنامہ کے لئے ''کنزالایمان کی امتیازی خصوصیات'' کا عنوان بھی انہی کے حصے میں آیا۔ڈاکٹر صاحب نہایت علمی اور تحقیقی انداز میں کنزالایمان کی پانچ خصوصیات کو احاطۂ تحریر میں لائے ہیں ۔ ان میں نام کا انتخاب ، اسلوبِ ترجمہ ، جامعیت و معنویت اور مقصدیت ،صوتی حسن ، سلاست وترنم اور ادبی خصوصیات نمایاں ہیں۔

امام احمد رضا اورعلم حدیث کے حوالے سے کئی اہم کام ہوئے ہیں۔ان میں مولانا محمد عیسیٰ خان کی کتاب ''امام احمد رضا اور علم حدیث'' (تین جلدیں) اور مولانا محمد حنیف رضوی کی جامع الاحادیث (چھ جلدیں) نہایت اہم ہیں ۔مولانا منظور احمد سعیدی صاحب نے بھی ڈاکٹریٹ کے لئے ایک عظیم مقالہ ''مولانا احمد رضا خاں کی خدمت علوم حدیث کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ'' لکھا ہے جو داخلے کا منتظر ہے ۔ زیرِنظر شمارہ میں انہوں نے ایک مقالہ ''امام احمد رضا خاں اور علوم حدیث'' رقم فرمایا ہے ۔ جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ فاضل مضمون نگار نے ثابت کیا ہے کہ فتاویٰ رضویہ علوم حدیث کا بحرِ ذخار ہے۔علامہ مولانا عبدالسلام رضوی صاحب مدظلہ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے والد گرامی علامہ مولانا نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی ایک اہم کتاب پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ان کے مقالہ کا عنوان کچھ اس طرح ہے ''ھدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ......ایک جائزہ'' اس مقالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت علامہ نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمہ کی یہ کتاب نہ صرف معلومات کا خزانہ ہے بلکہ اس میں فقہی معلومات ،عقائد کی درستگی کا سامان، حسنِ عمل کی ترغیبات اور شریعت وطریقت کے اسرار و رموز بھی ہیں ۔ضرورت ہے کہ اس کتاب کو جدید انداز میں شائع کر کے عام کیا جائے۔

مولانا محمد حنیف خان رضوی مدظلہ نے ''جامع الاحادیث'' لکھ کر اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے زندہ و جاوید بنالیا ہے ۔علم حدیث کے حوالے سے آپ کی یہ عظیم کاوش ہمیشہ قدر سے دیکھی جائے گی۔ اسی طرح آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بحرِ ذخار میں غوطہ زن ہوکر ایک مقالہ ''اسلامی اخلاقی قدروں کی آبیاری میں امام احمد رضا کا حصہ ، فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں'' ترتیب دیا ہے جو زیرِنظر شمارہ کی زینت ہے۔اس مضمون سے واضح ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مدت العمر شعائرِ اسلامیہ کی شرح وبسط کے ساتھ تبلیغ فرمائی اور ہر شعارِ اسلامی کی حفاظت میں بھرپور توانائیاں صرف کیں۔

۱۰ر جون ۲۰۰۳ء کو انجمن اساتذہ پاکستان کے زیرِ اہتمام میوزیم ہال لاہور میں ایک عظیم ''امام احمد رضا ایجوکیشنل کانفرنس'' کا انعقادعمل میں لایا گیا۔اس موقع پر مولانا سید وجاہت رسول قادری صاحب مدظلہ اور راقم بھی مقالہ نگار کی حیثیت سے مدعو تھے۔

آپ نے ''امام احمد رضا کا اسلوبِ تحقیق وتحریر'' کے عنوان سے مقالہ پیش کر کے ''رضا شناسی'' میں اپنا لوہا منوالیا۔اہل علم نے آپ کے اس مقالہ کو زبردست پذیرائی بخشی ۔کانفرنس میں پڑھے گئے تمام مقالات کو ''ماہنامہ نوائے اساتذہ'' لاہور ستمبر اکتوبر ۲۰۰۳ء کے خصوصی نمبر میں شائع کرایا تھا۔اس میں مولانا سید وجاہت رسول قادری صاحب مدظلہ کے مقالے کو اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر سرفہرست شامل کیا گیا ہے۔اب یہی مقالہ ''امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق وتحریر'' ترمیم و اضافہ کے ساتھ معارف رضا کے سالنامہ کی زیب وزینت بنا ہوا ہے۔یہ مقالہ ایسا ہے کہ اسے بار بار شائع کر کے عام کیا جائے بلکہ اسے الگ کتابی صورت میں شائع کر کے اہلِ علم تک ضرور پہنچایا جائے۔''چشم و چراغ خاندانِ برکاتیہ اعلیٰ حضرت امام

احمد رضا خاں علیہ الرحمہ'' کے عنوان سے ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری صاحب مدظلہ نے خامہ فرسائی کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

''اردو کے تمام تراجم قرآن میں اعلیٰ حضرت کا ترجمہ نہایت ہی حسین معلوم ہوتا ہے مگر حیرت ہے کہ بعض لوگوں کو دوسرے ایسے تراجم حسین لگتے ہیں جن کو عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی''

ماہر رضویات نے کنزالایمان کے ساتھ اردو کے دیگر تراجم کے دس مثالیں پیش کر کے اپنے دعویٰ کو مزید مستحکم کیا ہے اور شک وشبہ کی گنجائش بھی نہ چھوڑی۔ بیشک آپ کے اس مقالہ نے معارف رضا کی عظمت کو دوبالا کیا ہے۔

علامہ محمد اشرف آصف جلالی صاحب مدظلہ کا ایک ایمان افروز مقالہ ''مناظر کائنات، حسنِ رسول ﷺ اور حدائقِ بخشش'' شامل اشاعت ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے حدائقِ بخشش کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ کائنات کے رنگین مناظر اور حسین مظاہر (چاند، سورج اور ستارے) کو قوتِ رعنائی، جلوۂ زیبائی اور منصبِ چمن آرائی کی عطا اسی قاسم مطلق ﷺ کی بارگاہ سے ہوتی ہے اور یہ مناظرِ کائنات اپنے اسی محور کی تڑپ میں سرگرداں ہیں اور رنگین نظارے اپنے اسی مبداء کی خبر دیتے ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ پر پی. ایچ. ڈی، ایم فل اور ڈی لٹ کا کام نہایت تیزی کے ساتھ جاری ہے۔ گذشتہ ۲۵ ر برسوں میں کسی ایک شخصیت کے حوالے سے پی. ایچ. ڈی اور ام فل کی سطح پر ۳۰ ر سے زائد تھیس کی تکمیل ایک منفرد کارنامہ ہے۔ ڈاکٹریٹ کرنے والوں میں ایک صالحہ خاتون ڈاکٹر مسز تنظیم الفردوس صاحبہ لکچرار شعبہ اردو جامعہ کراچی کا نام نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ انہوں نے ''اردو کی نعتیہ شاعری میں مولانا احمد رضا خاں کی انفرادیت واہمیت'' لکھ کر جامعہ کراچی، سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی ہے۔ راقم انہیں اس عظیم کارنامہ پر ھدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ وہ آئندہ بھی اسی قسم کے علمی معرکے سرانجام دیتی رہیں گی۔

''معارف رضا'' کے زیر نظر مضمون میں موصوفہ نے انڈیا کے معروف محقق علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب مدظلہ کی ایک شہرۂ آفاق کتاب ''فنِ شاعری اور حسان الھند'' کا جائزہ لیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں:

''راقم الحروف کے مقالے، ''اردو کی نعتیہ شاعری میں مولانا احمد رضا کی انفرادیت و اہمیت'' کے ایک طویل باب میں لوازمات اور فنِ شاعری کے حوالے سے مولانا کی شاعری کو نقد ونظر کے پیمانے سے جانچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس حصے کی تکمیل کے دوران قدم قدم پر یہ احساس ہوا کہ کلامِ رضا میں صنائع بدائع کے فنکارانہ اور تخلیقی استعمال پر بھی ایک پورا مقالہ تحریر کیا جا سکتا ہے اس وقت میرے مقالے کے عنوانات میرے اس خیال کی تکمیل میں مانع رہے تھے لیکن جب میرے ہاتھوں میں عبدالستار ہمدانی صاحب کی زیر تبصرہ کتاب آئی تو اس تشنگی کا خاتمہ ہوگیا''۔ موصوفہ کے جائزہ سے معلوم ہوا کہ علامہ عبدالستار ہمدانی نے ''فنِ شاعری اور حسان الھند'' میں نہ صرف صنائع بدائع کا تجزیہ کیا گیا ہے بلکہ فنِ عروض اور کلامِ رضا پر سیر حاصل بحث ہے نیز ہمدانی صاحب نے کلام رضا میں محاورات، کہاوتوں کی عکاسی، رسم ورواج کی

عکاسی، مقامی الفاظ و محاورات اور سنسکرت کے الفاظ کی فراوانی پر تفصیلی بحث کی ہے۔

اردو زبان میں فنِ شاعری پر علامہ عبدالستار ہمدانی مصروفؔ مدظلہ کی یہ شاندار کتاب ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی نے نہایت اہتمام کے ساتھ شائع کردی ہے۔ ہر لائبریری بلکہ ہر باذوق کے پاس اس لاجواب کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ ۳۲۵ صفحات پر مشتمل یہ کتاب صرف ۱۲۵/روپے میں ادارہ کے دفتر سے مل سکتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی علیہ الرحمہ کا شمار عشاقِ نعت میں ہوتا ہے۔ آپ نے پی ایچ ڈی کے لئے ''نعت'' کا انتخاب کیا اور جب گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور میں تھے تو کالج کے میگزین ''عروج'' کا ایک شاندار نعت نمبر دو ضخیم جلدوں میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ اس کی مزید جلدیں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ راقم نے آپ ہی کی خواہش پر ''اٹک کے نعت گو شعراء'' اور ''اقلیمِ نعت کا بادشاہ امام احمد رضا'' لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ اچانک دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید ہوگئے۔ راقم نے آپ کی حیات و خدمات کے حوالے سے ایک مقالہ لکھا تھا جو اس وقت مختلف رسائل میں شائع ہوا تھا۔

''معارف رضا'' کے اس شمارہ میں ''مولانا احمد رضا بریلوی کی نعت نگاری'' کے عنوان سے ان کا مقالہ دیکھ کر فوراً رک گیا، ان کی یادیں تازہ ہوگئیں اور پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھ گئے۔ اللہ کریم اپنے محبوب ﷺ کے طفیل میں عاشقِ نعت کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی علیہ الرحمہ نے زیرِ نظر مقالہ میں نعت نگاری کے حوالہ سے امام احمد رضا کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے اور فرمایا:

''حقیقت یہ ہے کہ مولانا نے اردو نعت کو جو آہنگ عطا کیا ہے وہ صدیوں ایوانِ نعت میں گونجتا رہے گا''

فاضل مقالہ نگار نے محبت و عقیدت میں ڈوب کر حدائقِ بخشش کی سیر کرائی ہے۔ قاری وجد میں آجاتا ہے کہ پیغمبر اعظم ﷺ کی کیسی مدحت سرائی ہے!

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ دنیائے اہلسنّت میں محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کی تدریسی، علمی اور قلمی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ آپ نے اپنی اولاد کی تربیت بھی اسی نہج پر کی ہے۔ اے کاش! ہمارے دیگر علماء کرام اور مشائخِ عظام بھی اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر اسی طرح توجہ دیں تو بدمذہبیت جڑ سے اکھاڑی جاسکتی ہے اور بدعات و منکرات کی روک تھام ہوسکتی ہے۔

پیشِ نظر ''معارف رضا'' میں ''دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کا پاکستان پر فیضان'' کے عنوان سے حضرت شرف قادری مدظلہ کا مضمون بھی زیبِ زینت ہے۔ آپ نے حقائق و شواھد کی روشنی میں ثابت فرمایا ہے کہ:

''دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے فاضلین نے اسلام کی روشنی نہ صرف ہندوستان کے کونے کونے میں پہنچائی بلکہ ان کی کوششوں سے دوسرے ممالک اور خاص طور پر پاکستان بقعۂ انوار بنا ہوا ہے''

بقول ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی:

''جہانِ رضویت بھی ایک نظامِ شمسی ہی کی مثل ہے جس کے مرکز یعنی شمسِ تاباں ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ العزیز اور ستارے ان کے خلفاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم''

اگرچہ کتاب ''خلفائے اعلیٰ حضرت'' کافی تحقیق کے بعد شائع ہوئی ہے لیکن نظامِ شمسیہ رضویہ کے مزید سیارگان یعنی خلفاء و تلامذہ کی تلاش اور کھوج اب بھی جاری ہے۔ حال ہی میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ایک نامور خلیفہ کے احوال و آثار پر مولانا ارشاد احمد رضوی صاحب مدظلہ کی کتاب ''مولانا سید شاہ غیاث الدین حسن شریفی رضوی، حیات اور شاعری'' انڈیا سے شائع ہوئی ہے۔ کاش یہ کتاب پاکستان میں بھی دستیاب ہوسکتی تو کتنا اچھا ہوتا!

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب مدظلہ رضویات پر ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ''مولانا سید غیاث الدین کی نعتیہ شاعری'' پر ایک مضمون لکھا تھا جو سہ ماہی افکارِ رضا ممبئی شمارہ اپریل تا جون ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا تھا۔ اب ''معارف رضا'' کے اس شمارہ میں مولانا محمد ملک الظفر سہسرامی صاحب مدظلہ کے قلمِ حقیقت رقم سے بھی مولانا سید غیاث الدین حسن شریفی رضوی علیہ الرحمہ کے احوال و آثار پر ایک زبردست مقالہ سامنے آیا ہے۔ جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں نہ صرف سید غیاث الدین حسن شریفی علیہ الرحمہ کے حالات و واقعات ہیں بلکہ ان کی تصنیفات کی تفصیل بھی موجود ہے۔ مولانا محمد ملک الظفر سہسرامی صاحب مدظلہ اس مضمون پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ عرصہ ہوا آپ نے مجلّہ ''الکوثر'' سہسرام کا ملک العلماء نمبر نکالنے کا اعلان کیا تھا لیکن آج تک یہ نمبر شائع نہ ہوسکا۔ اللہ کریم اپنے محبوب ﷺ کے طفیل ان کی مشکلات دور فرمائے کہ وہ یہ نمبر منظرِ عام پر لاسکیں۔

جناب سلیم اللہ جندران صاحب ایک درویش منش قلمکار ہیں۔ امام احمد رضا ایجوکیشنل کانفرنس ۲۰۰۳ء کے موقع پر ان سے شرفِ ملاقات کا موقع ملا۔ ان کے جذبات قابلِ قدر ہیں۔ وہ تصنیفاتِ اعلیٰ حضرت میں تعلیم و تربیت اور تدریس کے نئے نئے گوشواروں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ ''معارف رضا'' کے موجودہ شمارے میں ان کا بھی ایک مقالہ ''امام احمد رضا خاں کا طریقۂ تدریس'' شریکِ اشاعت ہے۔ انہوں نے اپنے موضوع پر لکھنے کا حق ادا کردیا۔ ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حوالہ سے ان کے تمام مقالات ایک کتابی صورت میں چھپ کر سامنے آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم الدین صاحب (کراچی یونیورسٹی) نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی سیاسی بصیرت کے حوالہ سے مقالہ ''تحریک پاکستان میں احمد رضا بریلوی کا کردار'' ترتیب دیا جو اس مجلّہ میں شائع ہوا ہے۔ ان کے مقالہ سے یہ واضح ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے دو قومی نظریہ کی پاسبانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس موضوع پر کافی کام ہوا ہے لیکن پھر بھی مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب محمد حسن امام صاحب جامعہ کراچی سے اس موضوع پر ڈاکٹریٹ میں مصروف ہیں۔ راقم کی بھی ایک دو کتابیں اس موضوع پر چھپ کر سامنے آچکی ہیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ آپس میں ہم عصر تھے۔ دونوں کے عقائد و نظریات ایک تھے۔ دونوں ''راہ و رسمِ منزلہا'' کے راہی تھے۔ دونوں عشاقِ رسول ﷺ کے ضمیر کی آواز تھے۔ غالباً سب سے پہلے اس موضوع پر مولانا شاہ حسین گردیزی صاحب نے قلم اٹھایا اور ایک مضمون ''قرآن السعدین'' کے نام سے لکھا جو ماہنامہ ترجمان اہلسنّت کراچی مئی، جون ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا۔ پھر سید زاھد سراج القادری صاحب نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا اور ایک مقالہ ''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی'' مرتب کیا جو سالنامہ

معارفِ رضا ۱۹۹۵ء کی زینت بنا۔

راقم نے دونوں کے تعلقات پر ایک مختصر مضمون لکھا جو مختلف رسائل میں شائع ہوا۔ اب اس موضوع پر ایک مفصل مقالے لکھنے کا ارادہ ہے۔ ملک محبوب الرسول قادری مدیر اعلیٰ ''انوار رضا'' جوہر آباد بھی اس موضوع پر لکھ رہے ہیں۔

فاضل نوجوان اسکالر مولانا حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری صاحب مدظلہ اہلسنّت کے مایۂ ناز قلمکار ثابت ہوئے ہیں۔ اس پر آپ کی کتابیں ''سیرتِ صدر الشریعہ'' اور ''تذکرۂ اعلیٰ حضرت بزبانِ صدر شریعت'' شاھد عدل ہیں۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ کے حوالے سے بھی آپ ایک وقیع کام میں مصروف ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔ آپ نے بھی ''تحریکِ ترکِ موالات پر امام احمد رضا بریلوی اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کا یکساں موقف'' کے عنوان سے نہایت تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو معارف رضا کے اس شمارے میں اشاعت پذیر ہے۔ آپ نے مختلف تحریکوں، تحریکِ ہجرت، ترکِ موالات، ہندو مسلم اتحاد، شعائر اسلام کی بے حرمتی، تحریکِ خلافت میں دونوں رہنماؤں کی یکسانیت احسن انداز میں ثابت کی ہے۔ منشائے اہلسنّت مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ رضویات کے حوالے سے جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ رضا اکیڈمی لاہور کی سرپرستی بھی آپ کے حصہ میں آئی۔ ۲۸/ مارچ ۲۰۰۴ء کو مینارِ پاکستان لاہور کے وسیع میدان میں جمعیت علمائے پاکستان کے زیر اہتمام ''میلاد مصطفےٰ ﷺ کانفرنس'' انعقاد پذیر ہوئی۔ راقم نے بھی حاضری دی۔ بعد ازاں جامعہ نظامیہ میں جانا ہوا۔ مختلف اساتذہ کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ لیکن ان میں سے مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ سے یادگار ملاقات رہی۔ آپ نے اپنا ایک مقالہ ''سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے'' پڑھ کر سنایا، بڑا کیف و سرور آیا۔ فرمانے لگے یہ مضمون ''معارفِ رضا'' کے لئے لکھا گیا ہے۔ معارفِ رضا کے موجودہ شمارے میں یہ اپنی آب و تاب کے ساتھ چھپ کر سامنے آیا۔ بہت خوبصورت مضمون ہے۔ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہمیں چوروں سے خبردار کرتے رہے، ہم سوتے رہے، نیند کے مزے لیتے رہے۔ آج چور ہماری صفوں میں (سعید ناموں سے) گھس آئے ہیں، اب ضرورت ہے کہ ان چوروں کو پہچانا جائے اور پھر اپنی صفوں سے نکالا جائے ورنہ......

''معارفِ رضا'' کے آخری صفحہ پر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب مدظلہ نے ایک اہم خبر کے تحت ''امام احمد رضا سلور جوبلی انٹرنیشنل کانفرنس ۲۰۰۵ء کا اعلان فرمایا ہے۔ اللہ کرے اس عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد نہایت شان و شوکت کے ساتھ ہو۔ محترم حضرات آگے بڑھیں اور ادارہ کے ساتھ مالی اعانت فرمائیں تا کہ کسی قسم کی کوئی رکاوٹ حائل نہ ہوسکے۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر معارف رضا کے سالانہ چوبیسواں شمارہ کی کامیاب اشاعت پر مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی خدمت میں ھدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے طفیل ادارہ کو ترقی کی راہ پر گامزن فرمائے۔ آمین

دعا برائے صحت یابی

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشن کی مجلس عاملہ کے رکن اور صدر ادارہ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب کے برادرِ اصغر صاحبزادہ سید ریاست رسول قادری صاحب کچھ عرصہ سے عارضہ شوگر کے باعث بیمار ہیں۔ تمام قارئین ''معارف رضا'' سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے ان کو شفائے کاملہ صحتِ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

کتبِ نو

﴿تعارف وتبصرہ: سید وجاہت رسول قادری﴾

نام کتاب: برصغیر میں افتراقِ بین المسلمین کے اسباب
مصنف: مولانا مبارک حسین مصباحی، ام.اے
اشاعت اول: رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ
اشاعتِ دوم: محرم الحرام ۱۴۲۵ھ/ مارچ ۲۰۰۴ء
ناشر: مرکزی مجلس رضا، نعمانیہ بلڈنگ، ٹیکسالی گیٹ، لاہور
صفحات: ۲۴۰ ہدیہ: دعائے خیر بحق معاونین

متحدہ ہندوستان کی تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمانوں کے قدم یہاں آئے تو اس دن سے لیکر تقریباً کم وبیش ایک ہزار سال تک یہاں حنفیت اور سنّیت کا دور دورہ تھا، تمام سلاطین اور اسلام اور عامۃ المسلمین سنّی وحنفی عقیدہ و مسلک پر کاربند تھے۔ دورِ مغلیہ میں پہلی بار مسلم معاشرے میں بگاڑ کے آثار جب پیدا ہوئے جب دورِ اکبری میں محلّاتی سازشوں کی بناء پر الحادی قوتیں لال قلعہ کے عقبی دروازے سے داخل ہوئی اور اس میں جہاں مقامی غیر مسلموں (ہندوؤں) کی سازشوں کا دخل تھا، وہیں درباری علماء (سوء) کی ہوسِ زر، زمین، زر کا بھی بڑا دخل تھا۔ چنانچہ رفض و بدمذہبیت اور الحاد کے خلاف جہاد کا علم سب سے پہلے جن بزرگ ہستیوں نے شروع کیا ان میں محقق علی الاطلاق، شیخ محقق حضرت عبدالحق مجدد و محدث دہلوی اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہما الرحمۃ سرفہرست ہیں۔ اسی طرح اسمٰعیل دہلوی کے ''تقویت الایمانی'' فتنہ کو دفع کرنے میں سپہ سالارِ مجاہدِ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی اور حضرت علامہ فضلِ رسول عثمانی بدایونی علیہما الرحمۃ نے اہم کردار ادا کیا، جبکہ وہابیت اور اس کی پروردہ ہندوستانی نجدیت یعنی دیوبندیت کے سیلاب کو روکنے اور اس پر بند باندھنے کا مجاہدانہ کارنامہ محبِّ رسول علامہ عبدالقادر برکاتی بدایونی اور شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی قادری برکاتی علیہما الرحمۃ نے انجام دیا۔

تاریخ شاہد ہے کہ گذشتہ دو صدیوں میں اتحادِ بین المسلمین اور مسلمانانِ عالم کی متحدہ قوت وسلطنت کو سب سے زیادہ نقصان فتنۂ نجدیت و وہابیت کی وجہ سے پہنچا ہے کیونکہ اس مذہب کی بنیاد ہی اہانتِ رسول ﷺ پر ہے اور ان کی تبلیغ کا محور یہ ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کے سینوں سے روحِ ایمانی یعنی محبت والفتِ رسول ﷺ کو نکال دیا جائے۔

محبتِ رسول ﷺ اصلِ ایمان اور ہر مسلمان کی متاعِ گرانمایہ ہے، اس کی حفاظت ہم سب کی اہم دینی ذمہ داری ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس سے بھی ایک بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو فتنہ وگمراہی سے بچائیں اور جو راہ سے بھٹک چکے ہیں ان کے سامنے اصل حقائق پیش کر کے اور ان کے دلوں میں محبتِ رسول کے چراغ جلا کر انہیں راہِ حق کی طرف واپسی کی ترغیب دی جائے۔

حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی زید مجدہٗ نے انہیں نیک مقاصد کے پیشِ نظر اپنے متفرق مضامین کو یکجا کر کے اور اس کی جدید تزئین و آرائش کے ساتھ افتراقِ ''بین المسلمین کا جائزہ'' کے عنوان سے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ موصوف نے اس کتاب میں افتراقِ بین المسلمین کے اسباب وعلل کا تاریخی تناظر میں جائزہ لیا ہے، اور اس کے آغاز وارتقاء پر بھرپور روشنی ڈالنے کی سعی فرمائی ہے۔ اسلوبِ تحریر سنجیدہ ہے اور دلائل وحقائق کی زبان میں گفتگو کی گئی ہے جس سے زیرِ نظر کتاب ہر طبقہ اور مسلک کے باذوق قارئین کے لئے قابلِ مطالعہ بن گئی ہے۔ امید ہے کہ اس کے غیر جانبدارانہ مطالعہ سے ان اصحاب کے علم میں بھی جو مصنف موصوف سے مسلکی اختلاف رکھتے ہیں، بہت سے ایسے حقائق وشواہد آجائیں گے جن سے وہ ابھی تک بے خبر اور ناواقف تھے، اس طرح ان کو اپنے موقف پر ٹھنڈے دل سے نظرِ ثانی کا موقع ملے گا۔ مولانا مبارک صاحب، صاحبِ طرز مصنف ہیں، برصغیر کی سب سے بڑی اور معروف اسلامی درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فارغ التحصیل اور اس کے علمی وتحقیقی مجلّہ ''ماہنامہ اشرفیہ'' کے مدیرِ اعلیٰ بھی ہیں۔ مستقبل میں ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ زیرِ نظر کتاب کا پہلا ایڈیشن خود ان کی نگرانی میں المجمع المصباحی انڈیا سے شائع ہوا تھا، اس کی اہمیت کے پیشِ نظر محترم پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے مرکزی مجلس رضا لاہور، پاکستان سے شائع کروا کر مفت تقسیم کیا ہے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ آج کے دورِ انتشار وافتراق میں یہ کتاب اس قابل ہے کہ اہلِ علم کو پیش کی جائے اور جامعات لائبریریوں میں مطالعہ کیلئے رکھی جائے۔

دور و نزدیک سے *

علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ

(امام وخطیب جامع مسجد فریدیہ بلدیہ میلسی)

بحمدہٖ تعالیٰ جریدہ حمیدہ ''معارف رضا'' ہر ماہ برابر نظر نواز وبصیرت افروز ہوتا ہے دل سے دعا نکلتی ہے۔

کچھ عرصہ قبل خدانخواستہ آپ پر قاتلانہ حملہ کی پیدل خبر سنی چونکہ کراچی حاضری کا ارادہ تھا عریضہ حاضر نہ کر سکا پھر کسی عزیز کا مطبوعہ مکتوب موصول ہوا جس میں ایک دارالعلوم کے طلباء کے فتنہ و شر کا تذکرہ تھا۔ کہ ان کے طلباء نے دفتر معارف رضا میں پہنچ کر غنڈہ گردی کی اس پر صدمہ وملال ہوا۔ بڑا دکھ ہوا، اتنی جرأت اور جسارت ان کو کیسے ہوئی -؟ کیا وہاں ہمارے احباب کمزور ہیں؟ بہر حال اپنی خیر وعافیت اور صحیح صورتحال سے جلد اور ضرور مطلع فرمادیں۔ ویسے اب وہ کھل کر علی الاعلان مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف میدان میں آ گئے اور تحقیقات اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تغلیط ان کا مستقل نصب العین بن گیا ہے۔ یہ ایک خطرناک فتنہ کی صورت اختیار کرتا جارہا ہے۔

زیر قلم کچھ مصروفیات سے فراغت کے بعد اس پر ایک مضمون لکھوں گا ان شاءاللہ، دعا فرمائیں مولیٰ تعالیٰ مشائخِ سلسلہ کی برکت سے ہر فتنہ کی استیصا کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہِ سید المرسلیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب

(چیئرمین بلوچستان ٹیکسٹ بورڈ، کوئٹہ)

نامۂ گرامی بہمراہ ''مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۳ء'' میرے سابقہ دفتر کے پتہ پر بھیجا گیا جو مجھے 28 راپریل کو ہی وصول ہوا۔ درج ذیل پتہ ریکارڈ کیلئے نوٹ کرلیا جائے۔

سلسلۂ نبوت کے اختتام کے بعد امت مسلمہ کی ہدایت اور جدّت علم کیلئے نورِ نبوت ﷺ کے طفیل ہر نئی صدی میں کوئی نہ کوئی ایسا عالمِ ربّانی ظاہر ہوتا ہے جو مجدد کے فرائض ادا کرتا ہے اور وقت کے گزرنے کے ساتھ جو خلا اور تشنگیِ ذوق وشوق علم وتحقیق کے میدان میں پیدا ہوا کرتا ہے یا وقت کے گرد وغبار سے حقائق پر جو حجابات رونما ہوجاتے ہیں انہیں دور کرتا ہے۔ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا وجودِ مسعود ایسے ہی علمائے ربانی میں ہوتا ہے۔

اب جبکہ امت مسلمہ میں نہ صرف یہ کہ فرقے بڑھ گئے ہیں بلکہ ان میں تعصّب ونفرت کے جذبات جہالت اور علمی فقدان کے باعث عروج پر ہیں تو ایسے حالات میں سیرت النبی ﷺ کا علم حضرت امام احمد رضا خان کی تعلیمات کی روشنی میں پھیلائے جانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ مسلمان فروعات وکینہ پروری سے نکل کر اصل منابعِ اسلام وخاص طور پر رہبرِ اسلام ﷺ کی ذات کو ہی رجوع کریں جس سے اتحاد کامل حاصل ہوگا۔

*نوٹ: مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر/مدیر اعلیٰ کا متفق ہونا ضرور نہیں

موت العالم موت العالم

رپورٹ: فرحان الدین قادری

(۱) آہ! اشرف العلماء

پاکستان میں یہ خبر غم و افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ ۹/اپریل ۲۰۰۴ء/ ۱۸/صفر ۱۴۲۵ھ بروز جمعہ ایک بجے اشرف العلماء حضرت علامہ سید حامد اشرف اشرفی جیلانی اس دارفانی سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اشرف العلماء حضرت مولانا سید حامد اشرف اشرفی جیلانی کی ولادت باسعادت ۱۹۳۰ء بمقام کچھوچھہ مقدسہ ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب ۲۶/ ویں پشت میں غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے اور سولہویں پشت میں سیدنا شیخ عبدالرزاق نورالعین علیہ الرحمہ کا اسم گرامی آتا ہے ماضی قریب میں آپ کے جد کریم مرشد طریقت حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی قدس سرہ (۱۲۶۶ھ/ ۱۳۵۵ھ) کی شخصیت بڑی دل آویز اور ہمہ گیر خوبیوں کی مرقع تھی۔

ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن کچھوچھہ مقدسہ میں حاصل کی۔ ۱۳۶۵ھ میں ملک کے شہرۂ آفاق درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا۔ شعبان المعظم ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں فراغت حاصل کی اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ اسی سال آپ نے الہ آباد بورڈ سے عالم کا امتحان پاس کیا۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت حافظ ملت، حضرت مولانا عبدالمصطفی اعظمی، حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف علیہم الرحمہ کے اسمائے گرامی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ ۱۵/مئی ۱۹۶۷ء میں آپ ممبئی تشریف لے گئے اور زکریا مسجد کی امامت وخطابت کے منصب پر فائز ہو گئے۔ ۱۹۶۸ء میں باؤلا مسجد میں دارالعلوم محمدیہ کی بنیاد ڈالی، یہ دارالعلوم آج مہاراشٹر کا مرکزی دارالعلوم ہے۔ آپ زندگی بھر درس وتدریس میں مشغول رہے اور بیعت و ارشاد کو ثانوی درجہ میں رکھا، جگہ جگہ دارالعلوم کی شاخوں کا جال بچھادیا۔ نماز ظہر کے بعد حضرت مخدوم اشرف جہانگیر کے آستانہ عالیہ کے سامنے نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں بڑی تعداد میں علماء مشائخ اور قرب وجوار کے اساتذۂ مدارس شریک تھے۔ آپ کو درگاہ میں اشرف المساجد کی بغل میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر وشکر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۲) حضرت پیر طریقت مولانا محمد عبدالسلام نقشبندی قادری سابق شریف نوشہرہ میں گذشتہ ماہ وصال فرماگئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

آپ اربعہ سلاسل میں مجاز تھے لیکن آپ پر قادریت غالب تھی، حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاءالدین مدنی اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی علیہما الرحمہ کی مجلسوں میں اکثر شریک ہوتے تھے اور دونوں مدنی بزرگ آپ کا بڑا اکرام واعزاز فرماتے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مریدین پاکستان، افغانستان اور عرب ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، آپ کے جنازے میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

(۳) حضرت مولانا آغا فضل الرحمٰن مجددی مدظلہ العالی کے برادر اکبر جناب مولانا آغا نور احمد مجددی گذشتہ ماہ خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۴) مولانا جلال الدین قادری مدظلہ العالی کی والدہ محترمہ (کھاریاں) میں ۱۴/ربیع الاول کو وصال کرگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۵) حضرت مفتی اعظم مصطفےٰ رضا خان قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ علامہ مفتی مظفر حسین نوری صاحب کا ۲۱/جون کی شب کراچی میں انتقال ہوگیا۔ آپ اوقاف کے زیرانتظام کراچی کی مختلف مساجد میں امام وخطیب رہے، آپ ادارے کے مخلصین میں سے تھے، انا للہ وانا الیہ راجعون

(۶) مجاہد اہلسنّت راجہ طاہر رضوی ایڈوکیٹ گذشتہ دنوں جہلم میں انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان کی مجلس عاملہ ان کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مرحوم کے وصال کو اہلسنّت کیلئے ایک بڑا نقصان قرار دیا ہے۔ مرحوم ایک وسیع المطالعہ شخص، دین اسلام کے پرجوش خادم، عاشق اعلیٰ حضرت اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے بہت قدیم مخلصین اور محبین سے تھے۔

(۷) جامعہ رضویہ شمس العلوم کراچی کے استاد مولانا محمد اکرم حسین صاحب مدظلہ العالی کے جواں سال صاحبزادے گذشتہ ماہ انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے سرپرست اعلیٰ، صدر و اراکین مجلس عاملہ نے ان تمام مرحومین کے پسماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کیا اور ایصال ثواب کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆